اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

قیمت فی پرچہ ۱؎

قیمت سالانہ پیشگی

نمبر ۳۸ | مورخہ ۸ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء | یوم جمعہ | مطابق ۵ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایداللہ تعالےٰ کی لاہور سے تشریف آوری

۷۔ نومبر شام کی گاڑی سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور سے تشریف لائے۔ اسٹیشن پر بہت بڑے مجمع نے استقبال کیا۔ اور کچھ لوگوں کو مصافحہ کرنے کا موقعہ بھی مل گیا۔ پھر مجمع جلوس کی شکل میں روانہ ہوا۔ اگرچہ حضور کی طبیعت کمزور تھی۔ اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے راستہ کا گرد و غبار باوجود ممکن احتیاط کے بے حد تکلیف دِہ تھا۔ لیکن حضور خدام کے حلقہ میں پیدل تشریف لائے۔ چونکہ رات اندھیری تھی۔ اس لئے عام لالٹینوں کے علاوہ گیس کی روشنی کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ جس سے بہت آرام پہونچا۔ جلوس "اللہ اکبر" اور "غلام احمد کی جے" کے نعرے بلند کرتا ہوا قصبہ میں داخل ہوا۔ اور پرانے بازار کے رستے مسجد اقصیٰ کے پاس سے گذر کر احمدیہ چوک میں پہونچا۔ اس جگہ پہونچ کر بھی لوگوں نے مصافحے کئے اور پھر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ اگھر تشریف لے گئے۔

ناظرین "الفضل" کو خوشخبری

"الفضل" میں چار صفحہ کا اضافہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمدرد اور بہی خواہان "الفضل" کی خواہش کے مطابق "الفضل" کے حجم میں اس پرچہ سے چار صفحہ کا اضافہ کیا جارہا ہے۔ تاکہ ناظرین کرام کی دلچسپی اور استفادہ کے لئے زیادہ مضامین پیش کئے جاسکیں۔ اور بعض اوقات عدم گنجائش کی وجہ سے جو چیزیں اشاعت سے رہ جاتی ہیں۔ یا بروقت شائع نہیں کی جاسکتیں۔ وہ جلد سے جلد درج کی جاسکیں ۔

یہ چار صفحہ کا اضافہ جہاں ایڈیٹوریل سٹاف کے فرائض کو بڑھانے والا ہے۔ وہاں اخراجات کے لحاظ سے بھی کافی بوجھ ہے۔ جو پہلی ہی قیمت میں [illegible] برداشت کیا جارہا ہے۔ کہ احباب کرام اشاعت اخبار میں پوری کوشش اور سعی فرمائینگے۔ اور کم از کم اس سے دریغ نہ کریں گے کہ جو زائد خرچ برداشت کیا گیا ہے۔ وہ خریداروں میں اضافہ کرکے پورا کردیں اگر احباب نے اس بارے میں پوری دلچسپی کا اظہار کیا اور الفضل کو موجودہ اضافہ میں اپنے پاؤں پر قائم کردیا۔ تو ہم یقین دلاتے ہیں۔ کہ جلد سے جلد اخبار کو ہفتہ میں [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مسئلہ تعدد ازواج

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر سے جو آپ نے جون ۱۹۰۳ء میں فرمائی۔ تعدد ازواج کے متعلق ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے:۔ ایڈیٹر

خدا کے قانون کو ڈھال نہ بناؤ

جس شخص کی معاشرت عمدہ ہے۔ اور پہلی بی بی سے ہمیشہ نیک سلوک کرتا ہے۔ اور ہمیشہ اُس کو دوسری بی بی کی بلحاظ تقوےٰ کے بہت ضرورت ہے۔ تو وُہ پہلی بی بی دوسری شادی سے کبھی ناراض نہیں ہوتی۔ ہاں اگر نفسانی خواہش ہے تو وُہ ضرور ناراض ہوگی۔ کیونکہ وُہ دیکھتی ہے۔ کہ مجھ سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ جماع ہمیشہ اس سے کرتی ہُوں۔ اور کسی طرح اپنے آپ کو اُس کے کاموں کے ناقابل نہیں سمجھتی۔ پس تم اللہ تعالےٰ کے قانون کو ڈھال نہ بناؤ۔ بلکہ سیدھے طور پر استعمال کرو۔ خدا کی منشاء کو بھلا کر موجب عتاب نہ ہو۔ جو شخص قانون الٰہی کو ڈھال بناتا ہے۔ اور در پردہ خواہش نفسانی کو پُورا کرتا ہے۔ وہ مستوجب عذاب الٰہی ہوتا ہے۔ اور جو شخص صحت نیت سے تقوےٰ کے بچاؤ اور بچی ضرورت کے واسطے دُوسرا نکاح کرتا ہے۔ اس کو جائز ہے پس ان احکام سے اس حد تک فائدہ اٹھاؤ۔ کہ تقوےٰ کے خلاف نہ ہو۔ اور اتباع خواہشات نہ ہو۔

خواہشات نفسانی میں نہ پڑو

قرآن کریم سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ صرف زنا ہی گناہ نہیں۔ بلکہ اس لئے زیادہ نکاح کرنا کہ خواہشات نفسانی پوری ہوں۔ اور کثرت ازواج میں پڑ کر خدا سے دُور جا پڑنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ جیسے فرمایا:۔ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا۔ نہیں چاہیئے کہ ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔ پس جس شخص کے پاس حسب پسند خوبصورت سے خوبصورت بہت ساری بیویاں ہیں۔ اس کا شب و روز رِقت اور سوزش اور آہ و زاری میں گذرے گا۔ یا شہوت رانی اور اتباع خواہشات میں۔ تم خود انصاف کرو۔ غرض اصل منشاء شریعت اور احکام الٰہی کا دُور جا پڑتا ہے۔ بعض چیزیں اللہ تعالےٰ نے جائز تو رکھی ہیں مگر اس کے یہ معنی تو نہیں۔ کہ اپنے آپ کو انہیں میں لگا دو۔ اگر ایسا کرو گے۔ تو يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا کیسے ہوگے۔ کثرتِ ازواج میں تو تمہیں ان کی ہمبستری اور ہمکناری سے فراغت نہ ملے گی۔ پھر تو گویا تم نے خدا کے اور شریک پیدا کر لئے۔

رسُول کریمؐ کا تعلق خدا سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شک نو بیبیاں تھیں۔ مگر آپ کا تعلق اور خدا کی یاد کیسی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ ایک رات آنحضرتؐ میرے پاس سوئے۔ رات کے کسی حصّہ میں جو میری آنکھ کھلی۔ تو کیا دیکھتی ہوں۔ کہ حضور علیہ السّلام میرے پاس نہیں ہیں۔ میں نے سمجھا کسی اور بی بی کے پاس چلے گئے ہیں۔ چونکہ سب کے گھر قریب قریب تھے۔ میں نے سب کے گھر جا کر دیکھا۔ کہیں نہ پایا۔ جب میں نے گھر سے باہر دروازے میں ہو کر دیکھا تو سامنے قبرستان میں سفید کپڑا نظر آیا۔ جا کر دیکھا۔ تو آپؐ سجدہ میں پڑے ہیں۔ اور زار زار رو رو کر کہہ رہے ہیں۔ سَجَدَ لَكَ رُوحِي وَجَنَانِي سب کچھ ترک کر کے اس آدھی اور اندھیری رات میں مُردوں کی جگہ جا کر پسند کی۔ پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ شہوت پرستی کا زمانہ تم پر نہ آئے ورنہ جان۔ ایمان سب پر تلوار چل جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جانے کی اجازت مانگی۔ فرمایا آجاؤ۔ جب میں اندر گیا۔ تو دیکھا۔ مکان بالکل خالی ہے۔ صرف دیوار کے ساتھ ایک تلوار لٹکتی ہے۔ اور کھجور کی چٹائی پر آپؐ لیٹے ہوئے ہیں۔ اور چونکہ ننگے ہیں۔ بدن پر اس کے نقش ہو گئے ہیں۔ ایسی حالت دیکھ کر میں رو دیا۔ فرمایا۔ یا عمر مَا يُبْكِيكَ۔ میں نے عرض کیا۔ کہ قیصر و کسریٰ کیسے کیسے آراموں اور تنعم میں ہیں۔ اور سرورِ عالم کی یہ حالت ہے۔ فرمایا:۔ "مجھے دُنیا سے کیا غرض ہے۔ میں تو دنیا میں مسافرانہ گذر کرتا ہوں۔ جس طرح ایک شخص شدت گرمی کے موسم میں اونٹ پر سوار پسینہ میں تر بتر جنگل بیابان میں چلا جاتا ہے۔ جب گرمی اور پسینہ سے گھبرا جاتا ہے۔ تو کسی سنہ میں سایہ دار درخت کے نیچے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور ذرہ سا دم آستے پھر چل پڑتا ہے۔ پس میں تو اسطرح دنیا میں رہتا ہوں۔" اور یہی طریق تھا سب انبیاء کا۔ پس انسان ان کی ظاہری حالتوں اور ان کے سامانوں پر نظر نہ ڈالے۔ کیونکہ ان کا بھی اصل اور مغز ہوتا ہے۔

جو دن اور رات انسان پر چڑھتا ہے۔ اور یہ رونے والے پہلو پر نہیں تو وُہ ہلاکت پر پہونچتا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ استیفائے لذت حلال ہے مگر ایک پہلو اختیار نہ کرو۔ بلکہ تم اس ٹٹو کی طرح چلو۔ کہ جس پہ بارِ گراں لادا ہوا ہے اور دس بارہ کوس طے کرنے پر اس کو تھوڑی سی نہاری دیکر پھر ہانک دیا جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ کہ پھر خدا کا حق ہے۔ نفس کا حق ہے۔ مخلوق کا حق ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر کھانا عمدہ ہو خوب مزہ کی زندگی ہو۔ کثرت سے خوبصورت بیبیاں ہوں۔ تو پھر مُردوں کی زندگی ہوئی نہ کہ خدا کی اتباع کی۔ آنحضرتؐ کی نو بیبیاں تھیں مگر آپؐ یادِ الٰہی میں اس طرح مصروف رہتے تھے کہ آخر اللہ تعالےٰ کو فرمانا پڑا۔ اتنی محنت نہ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ۔ پھر ان لوگوں کا بھی حق ہے۔ جو تیرے نیچے ہیں جسطرح ایک ماں اپنے بچہ کی تعلیم و تربیت پر خوش ہوتی ہے۔ پر جب دیکھتی ہے کہ تمام رات اور تمام دن اسی میں صرف کرتا ہے۔ تو اس کو روکنا پڑتا ہے۔ کہ مبادا میرا بچہ بیمار ہو جائے۔

کثرت ازواج علاج ہے۔

عوام الناس انبیاء کی کثرت ازواج کی ہی تکفیر لیتے ہیں۔ مگر ان کی اندرونی زندگی پر نظر نہیں ڈالتے شہد کھانا ہوا تو کھدیا۔ اسلئے کھاتے ہیں۔ کہ سُنت ہے۔ تیلا جو کی روٹی سنت نہیں۔ ان کی کثرتِ ازواج کا تو یہ سر ہے۔ کثرت ازواج کو لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم حرام نہیں کرتے۔ مگر در اصل اسطرح پر حلال کو بھی حرام ہی کرتے ہیں۔ خدا کی راہ میں ذبح ہو جانیکو پرستش کہتے ہیں۔ جب نفسانی خواہشات میں غرق ہو گئے تو پھر پرستش کیا ہُوئی۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں۔ کہ کاش میں لتہ حیض ہوتی کہ پھینک دیجاتی۔ میں انسان کیوں بنی۔ پس وُہ تلخ زندگی ایسے آرام والے شخص کو نصیب ہی کیونکر ہو سکتی ہے۔ پس دونوں باتوں کا لحاظ رکھو۔ اور اسلام ایسا مذہب نہیں۔ کہ اباحت سکھلائے۔ اور نرا دُنیا کا کیڑا بنا دے۔ غرض ایک تو موٹے گناہ ہوتے ہیں۔ جنکو ہر بچہ جانتا ہے۔ ایک وُہ ہوتا ہے جسے ہمارے مولوی بھی نہیں جانتے۔ یعنی جائز اور حلال چیزوں میں منہمک ہو جانا۔ پس کثرتِ ازدواج علاج ہے۔ غذا نہیں۔

کثرت ازواج میں اتقا شرط ہے۔

ایک حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ کثرتِ ازواج سے امت بڑھاؤ۔ مگر یہ بھی اسی کے ماتحت ہے۔ ایک نیت ہوتی ہے۔ استیفائے لذات کی۔ اور ایک

حضرت خلیفۃ المسیح کی لاہور میں مصروفیتیں

۲ نومبر کی اطلاع

آج حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت اللہ کے فضل سے اچھی ہے۔ درد سے آرام رہا۔

کل رات احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کی طرف سے حضورؐ اور حضورؐ کے رفقاء کی دعوت تھی۔ اس وقت احمدی طلباء کی تعداد خدا کے فضل سے سنو کے قریب ہے۔ دعوت میں سید عبد القادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج اور پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب بھی مدعو تھے۔ کھانے کے بعد سکرٹری ایسوسی ایشن نے حضورؐ کا دعوت کی قبولیت پر شکریہ ادا کرتے ہوئے دُعا کے لئے درخواست کی۔ حضورؐ نے جواب میں ایسوسی ایشن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے طلباء کو نصیحت فرمائی۔ اور بتایا۔ ہمارے نوجوانوں کو اپنا مطمح النظر بہت بلند رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ جب انسان دُنیا میں آتا ہے۔ تو وُہ ایک زائد چیز ہوتا ہے۔ لیکن جب وُہ مرے۔ تو ایسی حالت میں مرے کہ دنیا سمجھے۔ یہ کوئی ایسا کام کر کے جا رہا ہے۔ جو اس کے بغیر ہو نہ سکتا۔

آج صبح ماسٹر فقیر اللہ صاحب (ڈیرہ بابا نانک) ملنے کے لئے آئے۔ اور اپنے آنے کی غرض حضورؐ کی صحت اور مزاج پرسی بتائی یہاں آنے کے دُوسرے یا تیسرے دن حضرت خلیفۃ المسیح وقت مقرر کر کے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

آج صبح اور شام کی دعوت چودھری بشیر احمدؐ صاحب وکیل نے دی۔

خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سکرٹری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ - نومبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

"رام راجیہ" کا مہیب خطرہ

جب ہم آریہ سماجیوں کو ان کے اعمال اور خیالات کے لحاظ سے ایک خطرناک سیاسی اور پولٹیکل گروہ ثابت کرتے ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ ہم گورنمنٹ کے لئے کوئی ایسی واقفیت بہم پہونچاتے ہیں۔ جو اس کے وسیع ذرائع معلومات کے حلقہ سے باہر ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی غرض مسلمانوں کو یہ بتانا ہوتی ہے۔ کہ وہ آریہ سماجیوں کو مذہبی دائرہ عمل میں کام کرنے والے نہ سمجھیں۔ بلکہ مذہب کے پردہ میں سیاسی برتری اور فوقیت حاصل کرنے والے اور ہندوستان میں انگریزوں کی بجائے اپنی حکومت قائم کرنے کی جدوجہد کرنے والے یقین کریں ٭

جب تک آریہ عام ہندوؤں کو اپنے پیچھے لگانے اور اپنے منصوبوں میں شامل کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تھے۔ اس وقت تک بڑے زور سے اعلان کرتے رہے۔ کہ انہیں سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ ایک مذہبی پارٹی ہیں۔ اور اُن کی ساری کوششیں اپنے مذہب کی ترقی اور اشاعت تک ہی محدود ہیں۔ لیکن جوں جوں انہیں ہندوؤں میں رسوخ حاصل ہوتا گیا۔ اور ملک کی عام بے چینی میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہوئے انقلاب پسندوں کی ہمدردی حاصل کر لی۔ وہ کھلم کھلا اپنا مقصد و مدعا پیش کرنے لگ گئے ہیں۔ جو یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں ہندو راج قائم کیا جائے ٭

چنانچہ آریہ یووک کانفرنس امرتسر کے صدر کی حیثیت سے مہاشہ خوشحال چند صاحب ایڈیٹر "ملاپ" نے جو ایڈریس حال میں پڑھا۔ اس میں جہاں انہوں نے آرین سپرٹ کے ماتحت مسلمانوں کے خلاف بہت کچھ غیظ و غضب کا اظہار کیا۔ وہاں یہ بھی کہدیا۔ کہ

"آریہ یووک ہندوستان میں نہ انگریزوں کا راجیہ چاہتے ہیں۔ نہ مسلمانوں کا۔ بلکہ رام راجیہ چاہتے ہیں" (ملاپ ۲۷- اکتوبر)

اس سے زیادہ صاف اور واضح اعلان ہندوستان میں ہندوؤں کی حکومت قائم کرنے کے متعلق اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر ہندوؤں کا کثیر حصہ اپنی تمام سیاسی سرگرمیوں کا مقصد "رام راجیہ" کا حصول نہ قرار دے لیتا۔ اور ان کی ساری جدوجہد اسی غرض کے لئے صرف نہ ہوتی۔ تو آریوں کو اب بھی اس قسم کا اعلان کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ انہوں نے دیکھ لیا۔ کہ ہندو اپنی کثرت۔ اپنی دولت و ثروت۔ اپنے اثر و رسوخ اور خطرناک انقلابی جدوجہد "رام راجیہ" کے حصول کے لئے کر رہے ہیں۔ تو انہیں بھی اپنے دل کی بات کہنے کا موقعہ مل گیا۔ اور انگریزوں کے ساتھ ہی اُنہوں نے مسلمانوں کو بھی بتا دیا۔ کہ ہندو جو کچھ کر رہے ہیں۔ اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ اور اس کا نام "سوراجیہ" نہیں بلکہ "رام راجیہ" ہوگا ٭

اگرچہ یہ اعلان "آریہ یووک" کی طرف سے کیا گیا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ آریہ خواہ کتنے ہی شوریدہ سر اور انقلاب پسند کیوں نہ ہوں۔ انہیں جب تک اپنی پشت پر تمام ہندوؤں کا ہاتھ نظر نہ آتا۔ اور وہ انہیں اپنا ہمنوا نہ سمجھتے۔ ایسی بات مونہہ سے نکالنے کی جرأت نہ کرتے اب جبکہ وہ کھل کھیلے ہیں۔ اور بغیر کسی قسم کے ایچ پیچ کے انہوں نے صاف کہدیا ہے۔ کہ وہ ہندوستان میں نہ انگریزوں کا راجیہ چاہتے ہیں۔ نہ مسلمانوں کا۔ بلکہ اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ مسلمان اب بھی "سوراجیہ" کے نشہ اور خیال کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں گے یا نہیں۔ اور اپنی ہستی کے قیام کے لئے کوئی صورت اختیار کریں گے۔ یا نہیں ٭

ہندوؤں کے یہ کہنے کا کہ وہ ہندوستان میں انگریزوں کا راج نہیں چاہتے۔ مطلب صاف ہے۔ کہ وہ موجودہ حکومت کو اُلٹ دینا چاہتے ہیں لیکن ہندوستان میں نہ تو اس وقت مسلمانوں کا راج ہے۔ اور نہ بحالات موجودہ مسلمان راج قائم ہونے کی کوئی صورت ہے۔ جبکہ ہندوستان میں مسلمانوں کی زندگی کے ہی لالے پڑے ہوئے ہیں۔ وہ ہر رنگ اور ہر لحاظ سے کمزور اور ناتواں ہیں۔ اور ہندو انہیں پیسے جا رہے ہیں۔ تو کیونکر ممکن ہے۔ کہ یہاں مسلمان راج قائم ہو۔ اس لئے "مسلمان راج" نہ چاہنے سے ہندوؤں کی صرف یہ مراد ہے۔ کہ وہ مسلمانان ہند کو اس قابل بھی نہ رہنے دیں۔ کہ وہ اپنے تھوڑے بہت حقوق حاصل کر سکیں۔ بلکہ ان کی قسمت کلی طور پر ہندوؤں کے ہاتھ میں آ جائے۔ اور وہ جس طرح چاہیں۔ اُن سے سلوک کریں ٭

اگر کبھی دنیا میں کوئی ایسا "رام راجیہ" قائم ہوا ہوتا۔ جس میں کسی غیر مذہب کے انسانوں کی بدکنی ہندو حکومت کے جوئے کی شکل میں ان کے کندھوں پر مسلط ہوئی ہوتی۔ تو معلوم ہو سکتا۔ کہ "رام راجیہ" میں کسی قلیل التعداد غیر ہندو قوم کی کیا حالت ہوئی۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت نے آج تک "رام راجیہ" کی مصیبت میں کسی غیر قوم کو مبتلا نہیں ہونے دیا۔ اس لئے پورے طور پر تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ بنی نوع انسان کے لئے یہ بلا کس قدر مہیب اور کتنی خطرناک ہے۔ تاہم کچھ نہ کچھ اندازہ اس حکم سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو آریہ یووک "کے جنم داتا رشی دیانند" نے اپنے پیروؤں کو غیر مذاہب کے لوگوں کے متعلق تعلیم کیا ہے ٭

رشی دیانند فرماتے ہیں:۔

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اس وید کی برائی کرنے والے منکر کو ذات جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہیئے" (ستیارتھ پرکاش۔ صفحہ ۵۹)

ان الفاظ میں "بے عزتی" سے مراد ویدوں اور ان کی تائیدی کتب کو نہ ماننا ہے۔ چنانچہ آگے "منکر" کے لفظ نے ان معنوں کی تعیین کر دی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا۔ کہ "رام راجیہ" میں کوئی ایسا انسان نہ رہ سکے گا۔ جو ویدوں کا منکر ہو۔ ہر ایسے شخص کو ذات۔ جماعت اور ملک سے نکال دیا جائے گا۔ گویا اگر خدانخواستہ ہندوستان میں "رام راجیہ" قائم ہو جائے۔ تو ایک ایک مسلمان چن چن کر ہندوستان سے محض اس لئے نکال دیا جائے گا۔ کہ وہ مسلمان ہوگا ٭

مہاشہ خوشحال چند نے بھی جہاں بغیر لگی لپٹی کے ہندوستان میں "رام راجیہ" قائم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ وہاں غیر ہندوؤں کو ویدک دھرم" کا یہ حکم بھی سنا دیا ہے۔ کہ

"گئو ہتیارے (گائے کشی کرنے والے) کو سیسہ کی گولی سے اُڑا دینے کے لئے شاستر کی آگیا ہے۔ چاہے گئو گھاتک کوئی گورا ہو۔ یا کالا ہو" (ملاپ ۲۷ اکتوبر)

جس راجیہ میں غیر ہندوؤں کے ساتھ یہ سلوک روا رکھا گیا ہو۔ اس کا قیام بنی نوع انسان کے لئے جس قدر آلام اور مصائب کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہم ہی کیا۔ سب وہ لوگ جنہیں ہندو "گئو ہتیارے" کہتے ہیں۔ یہی کہیں گے۔ خدا کبھی کو ناخن نہ دے۔ اور ہم اس خدا سے جو رب العالمین ہے۔ اور جس نے کبھی ایسے "رام راجیہ" کی لعنت کو اپنے بندوں پر قابض نہیں ہونے دیا۔ امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ اب بھی روئے زمین کے کسی خطہ پر ایسا مہیب عذاب نازل نہیں کرے گا۔ لیکن اس عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے کوشش کرنا بھی تو ضروری ہے۔ کیا ہم امید کریں۔ کہ مسلمان ہندوؤں اور خاص کر آریوں کے اس ارادہ سے آگاہ ہو کر اپنی ہستی کو برقرار رکھنے اور ایک زندہ قوم کی طرح ہندوستان میں زندگی بسر کرنے کے لئے اپنی کوشش اور سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے ٭

سرحد میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں

موجودہ زمانہ مسلمانوں کے لئے نہ صرف دنیوی لحاظ سے پُر آشوب ہے بلکہ اُن کا مذہب بھی معرض خطر میں ہے۔ ایک طرف آریہ جاہل اور کم علم مسلمانوں کو طرح طرح کے حیلوں اور فریبوں سے گمراہ کر رہے ہیں۔

دوسری طرف دیہاتوں کے سکھ زمیندار غریب اور کمزور مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کے لئے اپنا تمام اثر و رسوخ۔ طاقت و قوت صرف کر رہے ہیں۔ اور ان سب سے بڑھ کر عیسائی مشنری بلائے سیہ درماں کی طرح تمام اسلامی دُنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔ یورپین اقوام کا تمول اور مسلمانوں خصوصاً ہندی مسلمانوں کا افلاس عیسائی مشنریوں کی کامیابی کا ایک بہت بڑا ذریعہ بن رہا ہے۔ پچھلے دنوں ایک معزز نامہ نگار نے اسلامی اخبارات میں شائع کرایا تھا۔ کہ عیسائی مشنری سرحد جیسے خالص اسلامی علاقہ میں بھی مضبوط جال پھیلا چکے ہیں عیسائی اخبار "نور افشاں" میں بھی اس کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ اس تھوڑے سے علاقہ میں مشنری جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ گذشتہ سال ۱۴۳۔ عورتیں آغوشِ اسلام سے نکل کر عیسائیت کی پناہ میں آ گئیں"۔

اس کی ایک بڑی وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ" اس علاقہ میں بعض زبردست طماع اور لالچی ذی اثر اور با رسوخ خوانین کو (سنا گیا ہے) مشن والوں نے ایک معقول رقم ماہانہ دے کر اپنا مددگار بنا لیا ہے۔ اس لئے یہ لوگ ان کے کام میں مزاحم نہیں ہوتے۔ بلکہ بوقت ضرورت مدد ہوتے ہیں"۔ (انقلاب ۱۰ ستمبر)

یہ الفاظ پڑھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے:۔ ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اور پھر اس سے بھی بڑھ کر مصیبت یہ ہے۔ کہ کسی کو یہ آگ بجھانے کا خیال نہیں۔ آج اگر ہماری چھوٹی سی اور غریب جماعت جو پہلے ہی اپنی طاقت اور مقدرت سے بہت کچھ بڑھ کر مخالفین اسلام کا مقابلہ کر رہی ہے اس طرف متوجہ ہو۔ تو ان علماء میں جو آج خواب غفلت میں پڑے خراٹے لے رہے ہیں۔ قیامت برپا ہو جائیگی۔ ہمارے ایک ایک مبلغ کے پیچھے بیس بیس پچیس پچیس بھاگے پھریں گے۔ اور اس کے لئے کسی گاؤں میں ٹھہرنا ناممکن بنا دینے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اب ان کے پر جُوں تک نہیں رینگتی۔ اور انہیں معلوم ہی نہیں۔ کہ سرحدی علاقہ میں عیسائی مشنری کیا کر رہے ہیں۔

کاش یہ لوگ بیدار ہوں۔ اور مسلمانوں کو دوسروں کے قبضہ میں جانے سے بچانے کی کچھ تو کوشش کریں۔ یا کم از کم یہی کہہ دیں کہ وہ اس وقت بھی اسی طرح خاموش بیٹھے رہیں گے جس طرح اب بیٹھے ہیں۔ جبکہ احمدی مبلغ مسلمانان سرحد کو عیسائیت کے پنجہ سے بچانے کے لئے گھر بہ گھر پھریں گے۔

مسلمانوں میں شادی کی فضول رسوم

دُنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اپنے پیرووں کو اقتصادی تباہی اور تمدنی و معاشرتی پریشانیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے شادی غمی کے موقعہ پر اسراف و تبذیر سے حکماً روک دیا ہے۔ اور رسُول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اس بارے میں اپنا اسوہ حسنہ پیش فرمایا ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کل مسلمان ایسے مواقع پر اس قسم کی رسُوم بجا لانے کے پابند ہیں۔ جن کی وجہ سے انہیں اسراف میں مبتلا ہونے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ وہ کرتے تو شادی ہیں۔ لیکن ان کے لئے اور نہ صرف اُن کے لئے بلکہ اُن کی اولاد کے لئے مصائب اور آلام کا موجب بن جاتی ہے۔ اور وُہ عمر بھر اس مصیبت سے نہیں نکل سکتے۔ جو اپنے لئے پیدا کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے اس قسم کی تباہ کُن رسُوم اور رواجات میں مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو انہوں نے اسلام کی تعلیم سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کی تقلید کرنی شروع کر دی۔

ہندُو ایک متمول قوم ہے۔ اور کفایت شعاری میں حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ وُہ اگر چاہے۔ تو ایسی رسُوم نبھا سکتی ہے۔ لیکن زمانہ کی رفتار کو دیکھتے ہُوئے وُہ بھی ان سے کنارہ کشی اختیار کر رہی ہے۔ چنانچہ آریہ نوجوانوں کی جو کانفرنس امرتسر میں ہوئی۔ اس میں پاس کیا گیا:۔

"آئندہ کوئی نوجوان کوئی جہیز طلب نہیں کیا کرے گا۔ پڑھے لکھے نوجوانوں کا یہ روگ سوسائٹی کو لگ رہا تھا۔ آریہ نوجوان اپنے عمل سے دُور کر دیں گے"۔

بیٹی کو جہیز دینا شرعاً ممنُوع نہیں۔ بلکہ سُنت ہے۔ لیکن ہندوؤں کی دیکھا دیکھی غریب اور نادار مسلمان اپنی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر اس کا اہتمام کرتے اور اس کے لئے اس قدر زیر بار ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کی نسلیں بھی قرضہ سے نجات نہیں حاصل کر سکتیں۔ اور ایسی مثالیں بھی دیکھنے میں آتی ہیں۔ کہ بعض مسلمان اپنی بیٹیوں کو تمام عمر بیاہتے نہیں۔ کیونکہ وُہ سمجھتے ہیں۔ اگر قیمتی جہیز نہ دیا گیا۔ تو برادری میں ناک کٹ جائے گی۔

اگر مسلمان ایسی باتوں میں پڑنے کی بجائے لڑکیوں کو ان کا شرعی حصہ ادا کر دیں۔ تو دین و دنیا کے لحاظ سے ان کے لئے بابرکت ہو۔ لیکن اس طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اور بے جا اسراف کر کے اپنے لئے تباہی کے سامان پیدا کر لئے جاتے ہیں۔ کیا مسلمان اب بھی ایسی باتیں ترک نہیں کریں گے جبکہ ہندُو باوجود انہیں مذہبی احکام سمجھنے کے چھوڑ رہے ہیں۔

مسلمانوں کے حقوق اور ہندُو

سر چمن لال نے اپنے ایک بیان میں ہندوؤں کو مشورہ دیا تھا۔ کہ وُہ مسلمانوں کو یقین دلائیں۔ کہ متحدہ ہند میں ان کے حقوق کی مکمل طور پر حفاظت کی جائے گی۔ اس صاف بیانی اور راست گفتاری پر روزنامہ "ملاپ" (۲ نومبر) بہت برہم ہُوئے ہیں۔ اور اسے "غلط مشورہ" اور "کوتاہ اندیشانہ مشورہ" قرار دیتے ہیں۔ اس سے ان ہندوؤں کی ذہنیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جو مسلمانوں کو ان کے حقوق کی حفاظت کا یقین دلانا تو الگ رہا۔ اس بات کو زبان پر لانا بھی جرم سمجھتے ہیں۔ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کثرت ایسے ہی لوگوں کی ہے۔ اس صُورت میں کس طرح ممکن ہے۔ کہ مسلمان ہندوؤں پر اعتماد کر کے اپنے آپ کو ورطۂ ہلاکت میں ڈال لیں۔ ہندوؤں کو خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔ اگر مسلمانوں کے متعلق ان کی یہی ذہنیت رہی جس کا وہ اب تک اظہار کر رہے ہیں۔ تو مسلمان کبھی ان پر کسی قسم کا اعتماد کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔

چھُوت چھات

ڈاکٹر ٹیگور نے "ٹائمز آف انڈیا" میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس میں لکھا ہے:۔

"میری جوانی میں لوگ کھانا باہم بہت کم کھاتے تھے۔ مگر اب اس کا رواج روبہ ترقی ہے۔ بنگال میں طلبہ میں وُہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ جو طالب علم راسخ الاعتقاد برہمن خاندانوں کے آتے ہیں۔ وہ اول کچھ ہچکچاتے ہیں۔ مگر بعد میں کھانے پینے لگتے ہیں۔ میرے مدرسہ میں مسلمان۔ عیسائی۔ یورپین طلباء ہیں۔ وہ سب مل کر کھاتے پیتے ہیں۔ ان کے والدین کچھ اعتراض نہیں کرتے۔"

مسلمانوں سے چھُوت چھات کر کے ہندوؤں نے نہ صرف انہیں اقتصادی طور پر بلکہ مذہبی لحاظ سے بھی بہت نقصان پہنچایا ہے۔ وہ علاقے جہاں ہندوؤں کی کثرت ہے۔ وہاں کے مسلمانوں کو چھوت چھات کے ذریعہ یہ یقین دلایا جاتا ہے۔ کہ وُہ نہایت ذلیل اور ادنیٰ درجہ کے لوگ ہیں۔ اور اگر وُہ اس حالت سے نکلنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا واحد ذریعہ یہ ہے۔ کہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائیں۔

اگرچہ مرتد ہونے والوں کو بھی ہندُو اپنے جیسا انسان نہیں سمجھتے لیکن مسلمان کہلانے والوں کی نسبت کچھُ نہ کچھُ بہتر سلوک کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح ہزاروں لوگوں کو مرتد کیا جا چکا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی یہ حالت تھی۔ کہ معزز سے معزز مسلمان گندے سے گندے ہندُو کے ہاتھ کی وُہ چیزیں قیمتاً خرید کر کھاتا تھا۔ جنہیں اگر مسلمان ہندُو کو مفت بھی دے وُہ قطعاً ہاتھ نہ لگائے۔ چونکہ اس قسم کی ذلت کوئی قوم برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے مسلمانوں میں کچھُ نہ کچھُ اس کے خلاف جذبہ پیدا ہُوا ہے۔ اور وُہ اس بارے میں اپنی خودداری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اس سے متاثر ہو کر بعض ہندوؤں نے چھوت چھات کے خلاف آواز اُٹھانے اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ کہ ہندُو مسلمانوں کے ساتھ مل کر کھا پی لیتے ہیں۔ ممکن ہے سینکڑوں ہزاروں ہندوؤں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا ہو۔ جو مسلمانوں کو اچھوت نہ سمجھتا ہو۔ لیکن جب تک ہندوؤں کی بحیثیت قوم یہ ذہنیت تبدیل نہ ہو۔ اس وقت تک مسلمانوں کو بھی ان کے ہاتھ کی چیزیں استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ جس قدر احتیاط اور پابندی کے ساتھ وُہ اس پر عمل کریں گے۔ اسی قدر جلدی ہندوؤں کو اپنے اچھُوت نہ ہونے کا یقین دلا سکیں گے۔

تباہی سے بچو

مولوی ظفر علی صاحب نے جمعیۃ العلماء کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس قسم کی تلقین کی جس کا نتیجہ سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ نہیں نکل سکتا۔ آپ نے کہا:۔

"ہندوؤں میں یہ جذبہ پیدا ہو گیا ہے کہ وُہ بم بنا سکتے ہیں۔ پھینک سکتے ہیں۔ انگریزوں کو مار سکتے ہیں۔ ہمارے تمام ہنر ان میں منتقل ہو گئے۔ لیکن جو اسلام تیرہ سو برس سے خون کی ہولی کھیلتا ہُوا آ رہا ہے۔ اس میں یہ باتیں مفقود ہیں۔ اب ان سے مداخلت فی الدین کے تدارک میں کچھ نہیں ہو سکتا"۔ (زمیندار ۳۰ اکتوبر)

ایسی حالت میں جبکہ مسلمانوں میں نہ طاقت ہے۔ نہ جمعیت۔ نہ ... ہے نہ دولت ہے نہ تنظیم ہے نہ تربیت۔ اس قسم کی تحریک کرنے کا مقصد بجز اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں خودکشی کی تلقین کی جائے۔ دُور اندیش مسلمانوں کو چاہئے۔ ان ہنر دل ... کے فریب بھی نہ جائیں۔ بلکہ اپنے اندر طاقت اور قوت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

علم الدین کی لاش

علم الدین کو میانوالی جیل میں پھانسی دینے کے بعد اسکی لاش اس کے وارثوں کے حوالے نہ کرنے اور بغیر جنازہ جیل خانہ کے قبرستان میں دفن کر دینے میں اگرچہ متعلقہ حکام نے اس کے وارثوں کے ساتھ جن کے کلیجوں پر تازہ تازہ زخم لگا تھا۔ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا۔ انہیں چاہیئے تھا کہ قیام امن کے انتظامات مضبوط کرنے کے بعد ذمہ وار مسلمانوں کی ضمانت پر لاش مسلمانوں کے حوالے کر دیتے۔ جو مذہبی رسوم کے مطابق اسکی تجہیز و تکفین کر سکتے۔ لیکن اسکی بڑی ذمہ واری ان کوتاہ اندیش اور غوغا پسند لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے اخبارات میں اس معاملہ کو خاص اہمیت دینے۔ اور اس کے لئے بڑی تیاریاں کرنے کے متعلق شور مچا رکھا تھا۔ چاہیئے یہ تھا۔ کہ حزم و احتیاط سے کام لے کر لاش حاصل کر لیجاتی۔ اور بدامنی سے محفوظ رہنے کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے اسے حسب پسند مقام پر دفن کر دیا جاتا۔ اگر گورنمنٹ کے خلاف بغاوت پھیلانے کے الزام میں گرفتار ہو کر مرنیوالے مسٹر داس کی لاش ہندوؤں کو مل سکتی ہے اور وہ اسے لاہور سے کلکتہ تک لیجا سکتے ہیں۔ تو علمدین کی لاش جسے ایک فرد واحد کو اور ایسے شخص کو جسکی بدزبانی اور گندہ دہنی نے کروڑوں مسلمانوں کے سینے چھلنی کر دیئے تھے۔ قتل کرنے کے جرم میں پھانسی دیگئی۔ کیوں میانوالی سے لاہور نہیں لائی جا سکتی تھی۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے اپنی جلد بازی اور حزم و احتیاط سے عاری طریق عمل کیوجہ سے بات بگاڑ دی۔ اب سوائے ہاتھ ملنے کے اور کیا ہو سکتا ہے *

وائسرائے ہند کا تازہ اعلان

وائسرائے ہند کے تازہ اعلان میں جو بات سب سے زیادہ قابل توجہ ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ کے شائع ہونیکے بعد اور مشترکہ پارلیمنٹری کمیٹی کے مرحلہ پر پہنچنے سے قبل ایک کانفرنس منعقد کیجائیگی۔ جس میں ملک معظم کی حکومت برطانوی، ہندوستان اور ریاستوں کے نمائندوں کے ساتھ ملکر اس امر پر غور کریگی کہ تصفیہ کی کونسی شرائط قابل قبول ہو سکتی ہیں *

وائسرائے ہند کیطرف سے یہ اعلان ان لوگوں کے لئے سمجھونہ کی بہترین دعوت ہے جو ملک کی ترقی اور خوشحالی کی خواہش رکھتے ہیں۔ اب یہ اہل ہند کا فرض ہے کہ وہ گورنمنٹ کے ساتھ ملکر ایسے شرائط طے کریں۔ جو ایک طرف تو ہندوستان کے وقار اور اس کی شان کے شایاں ہوں۔ اور دوسری طرف ہندوستان کی مختلف اقوام کے لئے اطمینان کا باعث ہوں *

ہمارے نزدیک ہندوستانی مدبروں اور سیاست دانوں کے امتحان کا یہ ایسا موقعہ ہے کہ اگر وہ اس میں کامیاب ہو جائیں۔ تو اس کا اثر ملک کے لئے بہت خوشگوار ہوگا۔ سیاسی لیڈروں کو اس موقعہ پر پورے تدبر کا ثبوت دینا چاہیئے *

اشارات

معلوم ہوتا ہے۔ "زمیندار" نے پچھلے دنوں اپنے دفتر میں جس "بد حواسی" کے ڈیرے ڈالنے کا ذکر کیا تھا۔ اس نے خوب اچھی طرح وہاں اڈا جما لیا ہے۔ اور مختلف رنگوں میں اپنا جلوہ دکھا رہی ہے۔ چنانچہ ۳۱ اکتوبر کے "زمیندار" کے "فکاہات" سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے *

مدیر "فکاہات" اپنی ساری واقفیت اور پوری علمیت سے کام لیتے ہوئے بڑی آن بان کے ساتھ بہلاہی پیرایہ تحریر فرماتے ہیں "سینور مسولینی وزیر اعظم برطانیہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اس امر کا اعتراف نہیں۔ کہ عورت زندگی کے ہر شعبہ میں مرد سے ہمسری کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ چنانچہ وہ ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ بیسیوں مرتبہ صنف جمیل کے متعلق اس نوع کے خیالات ظاہر کر چکے ہیں"۔

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے ان کا لکھنے والا سینور مسولینی کی نہ صرف ذات سے بلکہ اس کے خیالات اور آراء سے بھی پورا پورا واقف ہے اور وہ "ایک دفعہ نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ" اس کے "خیالات" سن چکا ہے۔ لیکن دراصل اسے اتنا بھی معلوم نہیں۔ مسولینی کس حکومت کا وزیر اعظم ہے۔ وہ اسے "وزیر اعظم برطانیہ" بنا رہا ہے۔ حالانکہ ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے مسولینی اٹلی کا برائے نام وزیر اعظم لیکن درحقیقت وہاں کا اصلی حکمران ہے *

اس سے بھی بڑھ کر "زمیندار" نے اپنی ہمہ دانی کا ثبوت اس طرح دیا ہے "برلن کی اطالوی سفارت گاہ سے اطالیہ کے حروف رموز کی نقول گم ہو جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"سینور مسولینی نے عالم غیظ و غضب میں اطالوی سفیر کو برلن واپس آنے کا حکم دے دیا ہے"۔

کوئی پوچھے "سینور مسولینی وزیر اعظم برطانیہ" کا "اطالوی سفیر" سے تعلق ہی کیا تھا کہ اس نے اسے "واپس" آنے کا حکم دیدیا۔ اور اگر مان لیا جائے کہ اٹلی اور برطانیہ میں کوئی اس قسم کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ جس کے رو سے اطالوی سفیر وزیر اعظم برطانیہ کے زیر اقتدار آ گئے ہیں اور اس معاہدہ کا علم سوائے "زمیندار" کے اور کسی کو نہیں۔ تو پھر سوال یہ ہے "برلن کی اطالوی سفارت گاہ" سے "اطالوی سفیر کو برلن واپس آنے کا حکم" دینے کا کیا مطلب۔ اور کیا سینور مسولینی وزیر اعظم برطانیہ برلن میں رہتا ہے؟

آجتک تو دنیا یہی جانتی ہے کہ سینور مسولینی اٹلی کا وزیر اعظم ہے اور برلن جرمنی کا دار السلطنت۔ لیکن "زمیندار" اپنے وسیع ذرائع معلومات کے صدقے یہ اعلان کر رہا ہے کہ سینور مسولینی برطانیہ کا وزیر اعظم ہے۔ اور برلن اٹلی میں واقعہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس علم کا بھی وہی منبع ہے۔ جو بچہ سقہ کے متعلق علم کا تھا *

"زمیندار" کو بچہ سقہ کے متعلق یہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کہ "وہ کہاں ہے" بہت تشویش ہو رہی تھی۔ اس پر ہم نے مشورہ دیا تھا۔ کہ "زمیندار کو چاہیئے۔ اپنے چیف ایڈیٹر اور نائٹ ایڈیٹر کو جلد سے جلد واپس بلانے کا انتظام کرے۔ تا وہ کشف کے ذریعہ بتا سکیں کہ بچہ سقہ آج کہاں ہے" *

یہ تو ہمیں علم نہیں۔ کہ "زمیندار" نے ہمارے مشورہ پر عمل کیا۔ یا بطور خود ان ہستیوں کو جن کی عدم موجودگی کی وجہ سے شیطانی کشوف کا سلسلہ بند ہو گیا تھا۔ واپس بلا لیا۔ البتہ یہ معلوم ہو گیا۔ کہ ان کے واپس آنے کے ساتھ ہی بچہ سقہ کے متعلق حالات کا انکشاف شروع ہو گیا ہے *

چنانچہ ۳۱ اکتوبر کے "زمیندار" میں جہاں "نائٹ ایڈیٹر" نے "قاضی محمد احسان اللہ" کی واپسی کا اعلان کیا ہے۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "اعلیحضرت پیر سقا شاہ نہ پونا تشریف لے گئے۔ نہ انہوں نے دہلی کے حمام میں غسل فرمایا۔ بلکہ حضور پر نور ان دنوں افغانستان میں ہی رونق افروز تھے۔ اور اب وہ گرفتار کر کے کابل پہنچا دیئے گئے ہیں"۔ اس سے ظاہر ہو گیا۔ سقائی کشوف کا تعلق خاص طور پر زمیندار کے چیف ایڈیٹر اور نائٹ ایڈیٹر سے ہے۔ اور جہاں ایک نہیں دو دو ایسے وجود باجود موجود ہوں۔ جنہیں معلم الملکوت سے براہ راست تعلق ہو۔ وہاں سے کذب بیانیوں۔ افترا پردازیوں۔ اور بدزبانیوں کے انبار نہ نکلیں تو اور کہاں سے نکلیں *

شاردا بل کے خلاف ہندوستان کے علماء نے دہلی میں ایک جلسہ کر کے یہ قرار دیا ہے۔ کہ یہ مداخلت فی الدین ہے۔ اور اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا ہے۔ کہ "علماء جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں" (زمیندار۔ ۳۰ اکتوبر)

بے شک جو لوگ شاردا بل کو مداخلت فی الدین سمجھتے ہیں۔ ان کا اولین فرض ہے۔ کہ یا تو وہ اس بل کی پابندی سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کرائیں۔ یا پھر جہاد کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ کیونکہ مداخلت فی الدین کے وقت جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ لیکن کیا علماء ایسا کریں گے۔ اور اپنے اس قول کا عمل سے ثبوت دیں گے۔ کہ "ہم نے مذہب کے نام پر روٹیاں کھائیں اب نمک حلالی کا وقت آ گیا"

علماء نے جس جلسہ میں بڑے زور کے ساتھ یہ کہا۔ کہ "تمام اختلافات کو مٹا دو"۔ اسی کی صدارت کے لئے دو گھنٹہ تک وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے۔ نوتو میں میں تک نوبت پہنچ گئی۔ کیا جو لوگ اتنی سی بات پر آپس میں "سخت جھگڑا" پیدا کر سکتے ہیں۔ انکے متعلق یہ امید کیجا سکتی ہے کہ وہ "سر کٹے موت یا عبور دریائے شور کے لئے" کندھے سے کندھا ملا کر تیار ہو جائینگے۔ اگر نہیں۔ تو پھر ایسی باتیں منہ سے نکالنے سے کیا فائدہ *

مولوی عبداللہ صاحب کی بابیت

عجیب و غریب خیر خواہی

۱۴ اکتوبر ۱۹۲۹ء کے پیغام صلح میں مولوی عبداللہ صاحب نے "کھلی چٹھی" شائع کرائی ہے۔ جس میں لکھتے ہیں۔

"میں نے ٹریکٹ قادیانی اور بابی اس غرض سے لکھا تھا۔ کہ آپ بیدار ہوں۔ اور اپنے مذہب اور عقیدہ کا مستقبل سوچ لیں۔ اور حقیقت سے آگاہ ہو کر قادیانی عقیدہ نبوت سے دست بردار ہوں"۔

مولوی صاحب کی اس خیر طلبی اور خیر خواہی کے کیا کہنے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کیا کسی کو بیدار کرنے کا یہی طریق ہے۔ جو انہوں نے اختیار کیا۔ وہ اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں۔

"قادیانی مذہب دین بہائی کی نقل مطابق اصل ہے ...... قادیانی وسوسہ ہی بے ہودہ ہے ...... قادیانی بزدلی اور ڈرپوک ہیں ...... خدمت اسلام کے مدعی ہو کر اسلام کی بیخکنی کر رہے ہیں ...... قادیانیوں کا علم کلام فضل وسواسی ہے .... قادیانیوں کے وجود سے اسلام اور مسلمانوں کو مذہبی اور سیاسی خطرہ اور نقصان ہے ...... وحدت اسلامیہ کے دو بدترین دشمن قادیانیت اور ملاازم ہیں۔ یہ دونو دشمن اس قابل ہیں۔ کہ ان کو برباد کیا جائے۔ اور ان کا خاتمہ ہو"۔

کیا اس قسم کی ناپاک گالیاں کوئی خیر خواہ اور ناصح دیا کرتا ہے؟ کیا یہ طرز عمل ثابت نہیں کرتا۔ کہ مولوی عبداللہ صاحب نے یہ ٹریکٹ جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کے لئے لکھا۔ پس ان کا یہ کہنا۔ کہ میں نے "ٹریکٹ" اس غرض سے لکھا تھا۔ کہ آپ بیدار ہوں"۔ بالکل جھوٹ ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ "میں بابی نہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتا ہوں"۔

بڑی خوشی کی بات ہو گی۔ اگر مولوی صاحب بابی نہ ہوں۔ مگر افسوس ان کے افعال سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ اگر وہ بابی نہیں اور بابیت کو اسلام کے لئے مذہبی خطرہ سمجھتے ہیں۔ تو انہوں نے بابیت کی کیا تردید کی؟ وہ کہتے ہیں۔ "میں بابی نہیں" مگر یہ بھی ایک چالاکی ہے آج کل تو بہائی بھی اپنے آپ کو "بابی" نہیں کہتے۔ وہ اپنا نام بہائی یا اہل بہا رکھتے ہیں۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں۔ کہ بابی اور بہائی اکثر دفعہ برسوں اور مہینوں دوسری جماعتوں میں خفیہ طور پر شامل رہے۔ اور اپنی بابیت اور بہائیت سے انکار کرتے رہے اور لوگوں کو اپنے مسلمان ہونے کا یقین دلاتے رہے؟

پھر بہاء اللہ نے اپنے مریدوں کو مذہب چھپائے رکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"پردہ دری ننمائید۔ بحکمت صحبت کنید و با ہر کس صحبت مدارید۔ نفوس مستعدہ مکالمہ کنید و از عقائد صحبت ندارید"

(مکاتیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۴)

کہ پردہ دری نکرو۔ لوگوں سے ہوشیاری کے ساتھ گفتگو کرو۔ اور اپنے عقائد سے لوگوں کو اطلاع نہ دو۔

جبکہ بہائیت میں یہ تعلیم موجود ہے۔ تو مولوی صاحب کا انکار کسی طرح درخور اعتناء نہیں۔

بہائی ہونے کا ثبوت

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "فاروق نے میرے بابی ہونے کی" یہ دلیل بیان کی ہے۔ کہ میں نے اپنے ٹریکٹ میں جناب بہاء اللہ کو حضرت بہاء اللہ لکھا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ میں درپردہ بابی ہوں۔ لیکن کیا یہ درست نہیں۔ کہ اسی ٹریکٹ میں میں نے آپ کی نسبت حضرت میرزا محمود احمد خلیفہ قادیان تحریر کیا ہے۔ تو کیا ایسے تعظیمی الفاظ کی وجہ سے کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ میں درپردہ محمودی ہوں"۔

جناب من! فاروق کی یہ دلیل بالکل درست ہے۔ اگر آپ بہائیت سے متاثر نہیں۔ اور بہاء اللہ کو راستباز نہیں سمجھتے۔ تو حضرت کا تعظیمی لفظ اس کے لئے کیوں استعمال کیا! کیا کبھی آپ نے فرعون۔ ابوجہل۔ مسیلمہ کذاب کو بھی "حضرت فرعون" "حضرت ابوجہل" کے "تعظیمی" لفظ سے یاد کیا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا آپ کے نزدیک ان "تعظیمی الفاظ" کا مستحق باوجود کذاب ہونے کے بہاء اللہ ہی بنا؟

باقی رہا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو آپ کا "حضرت مرزا محمود احمد" لکھنا۔ سو یہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اخبار زمیندار حضرت کی واپسی سفر کشمیر پر مذاق اڑاتا ہوا لکھتا ہے۔

"قادیان یکم اکتوبر خلیفۃ المسیح۔

سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا...... کہ برف کے تودے پھٹنے سے جو سیلاب آتے ہیں۔ ان کا ایک ایک قطرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یعنی میرے باپ کی سچائی کا بہتا ہوا نشان ہے"

(زمیندار ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

حافظہ نباشد

مولوی صاحب پھر لکھتے ہیں۔

"دوسری دلیل میرے بابی ہونیکی یہ بتائی ہے۔ کہ میں نے لکھا ہے۔ کہ بمقابلہ اہل قادیان بابیوں کے اصول اور دلائل صاف اور واضح ہیں۔ اس لئے واضح ہوا۔ کہ میں پکا بابی ہوں"۔

عجیب بات ہے۔ ایک طرف تو آپ لکھتے ہیں۔

"بابیوں کے اصول اور دلائل بلا تاویل صاف اور واضح ہیں جن میں کوئی دھوکا نہیں۔ مگر قادیانیوں کا علم کلام فضل وسواسی ہے"۔ اور دوسری جانب خود ہی کہتے ہیں۔ "یہی وہ قرآنی دلائل ہیں۔ جن کو قادیانی شاگردوں نے نقل کر کے اپنی ذہانت کا ثبوت دیا ہے...... قادیانی مذہب دین بہائی کی نقل مطابق اصل ہے"۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ جب بقول آپ کے بابیوں کے دلائل بھی وہی ہیں "جنکو قادیانی شاگردوں نے نقل کر کے اپنی ذہانت کا ثبوت دیا ہے"۔ تو قادیانی "اصول" اور دلائل بلا تاویل صاف اور واضح "کیوں نہیں؟ اور وہ بابیوں کے اصول اور دلائل بلا تاویل صاف اور واضح" کیوں ہیں۔ جب ایک ہی بات ہے۔ تو فرق کیوں؟ سچ ہے۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔

بہاء اللہ کا دعویٰ

آپ لکھتے ہیں۔

"اگرچہ بہاء اللہ الفاظ میں ختم نبوت کا قائل ہے۔ مگر وہ انبیاء کی طرح مامور من اللہ اور مبعوث من عند اللہ ہونیکا مدعی ہے"۔

یہ آپ کا نرا فریب ہے۔ بہاء اللہ انبیاء کی طرح مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہیں۔ چنانچہ بہاء اللہ کتاب اقدس کے صفحہ ۵۸ پر اپنے ایک مرید محمود کو بزعم خود وحی نازل کرتا ہوا کہتا ہے۔

"یا محمود اسمع ندائی من مقامی المحمود ثم اشهد بما شهد لسان العظمة انه لا اله الا انا المهيمن القيوم قد ارسلنا الرسل وانزلنا الكتب الخ" کہ اے محمود میری ندا کو میرے مقام محمود سے سن پھر گواہی دے۔ اس بات کی جس کی لسان عظمت نے گواہی دی۔ کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر میں جو سب کا نگہبان اور سہارا ہوں۔ ہم ہی نے تمام رسولوں کو بھیجا۔ اور تمام کتابوں کو اتارا ہے۔

بہاء اللہ کے اس دعویٰ کی تائید کہ وہ رسولوں اور نبیوں کا بھیجنے والا۔ اور کتابوں کا نازل کرنے والا ہے۔ ایک مشہور بہائی ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"حضرت بہاء اللہ آسمانے است کہ از آفاقش شموس انبیاء و مرسلین اشراق نمودہ۔ مرسل رسل و منزل کتب و رب الارباب و سلطان مبدء و مآب است"۔ بہجۃ الصدور صفحہ ۲۹۹ مصنفہ مرزا حیدر علی بہائی اصفہانی۔ کہ بہاء اللہ وہ آسمان ہے۔ جس کے افق سے تمام انبیاء کا سورج نمودار ہوا ہے۔ بہاء اللہ رسولوں کا بھیجنے والا اور کتابوں کا نازل کرنے والا ہے۔ بہاء اللہ ہی انتہاء اور ابتدا سب کا بادشاہ اور سلطان ہے۔ اور وہی سب کا رب ہے"۔

فرمایئے۔ "انبیاء کی طرح مامور من اللہ و مبعوث من عند اللہ ہونے کا" دعویٰ اسی کو کہتے ہیں؟

سارق کون ہے۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"کتاب بحر العرفان کا حوالہ دیکر میں نے ثابت کیا تھا۔ کہ بالآخرة هم يوقنون سے آخری وحی مراد لینا بابیوں کا مال مسروقہ ہے۔ جو قادیان سے برآمد ہوا"۔

ہم کہتے ہیں۔ کہ آپ نے اس میں سراسر تحریف کی ہے۔ اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ سنیئے!

بابی اور بہائیوں کے نزدیک قرآن مجید کی جس قدر آیات قیامت اور حشر و نشر کے متعلق ہیں۔ ان سے مراد باب و بہاء اللہ کا زمانہ ہے اور انہی دونوں کے زمانہ کو وہ قیامت کہتے ہیں۔ اور بہائی اصول کے لحاظ سے لفظ الآخرة سے مراد وحی نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ باب و بہا کا زمانہ ہے۔ جو ان کے نزدیک قیامت ہے۔

ہمارا استدلال آیت کے سیاق و سباق سے ہے۔ اور وہ اس طرح ہے کہ جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

اس کا ذکر بما انزل الیک میں کیا گیا ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کا ما انزل من قبلک میں ذکر ہے۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہوگی۔ اور جس کا ماننا ضروری ہے۔ وہ بالاٰخرۃ ھم یوقنون میں بیان ہوئی ہے۔ بحرالعرفان کے مصنف نے آیت کے سیاق وسباق سے اس طرح استدلال نہیں کیا۔

پس اگر یہ "مال مسروقہ" ہے۔ تو ہمارا ہے۔ جو بابیوں نے سرقہ کیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ بحرالعرفان پر نہ سنہ طبع موجود ہے کہ کب شائع ہوئی۔ نہ یہ لکھا ہے۔ کہ کس سن میں لکھی گئی۔ اور نہ اس پر مصنف کا نام ہے۔ اور یہ چوری کی علامت ہے۔ لہذا مصنف بحرالعرفان نے اگر الاٰخرۃ کے معنی سے باب یا بہا کی وحی مراد لی ہے۔ تو درحقیقت اس نے سرقہ کیا ہے۔ کیونکہ بہائی اصول کے مطابق یہ معنے لینے بالکل غلط ہیں۔ ورنہ بابی اور بہائی ان تمام آیات میں جو قیامت کے متعلق ہیں۔ اور جن کو وہ باب وبہاء پر لگاتے ہیں۔ یہی معنی کرتے۔ جو مصنف بحرالعرفان نے بالاٰخرۃ ھم یوقنون کے لکھے ہیں۔ آپ چونکہ بہائیوں کے اس اصول سے پورے واقف نہیں ہیں۔ اس لئے آپ نے بجائے اس کے کہ بحرالعرفان کے مصنف کو سارق اور چور قرار دیتے۔ ہم پر الٹا الزام لگا دیا ہے حالانکہ چوری کی تمام علامتیں مصنف بحرالعرفان میں پائی جاتی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ بالاٰخرۃ ھم یوقنون کے یہ معنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یا آپ کے مبایعین نے اپنی طرف سے نہیں کیئے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں۔ پس ہماری بنیاد حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے معنوں پر ہے۔ لہذا آپ کا سرقہ کا الزام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور آپ کے مبایعین پر نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفہ اولؓ پر حملہ ہے۔ جو آپ کی بابیت کی پردہ دری کر رہا ہے۔

بہاء اللہ کا دعویٰ خدائی

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"میں نے کتاب الشیخ صـ۱۳۱ کا حوالہ دے کر آپ کے اس بیجا اعتراض کو کہ (بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے) پاش پاش کر دیا ہے"

حقیقت یہ ہے۔ کہ آپ خود پاش پاش ہو گئے۔ کتاب الشیخ جس پر آپ کو اتنا ناز ہے۔ اس کی حقیقت سنئے۔ یہ کتاب ۱۹۲۰ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا دوسرا نام لوح ابن ذئب ہے۔ عبدالبہاء اس کی نسبت لکھتا ہے۔

"رسالہ کہ خطاب بابن ذئب است در ایام مبارک اجازت استنساخ بنفسے نفرمودند چنین اقتضاء میکرد۔ حال طبع ونشر شد۔ کتاب اقدس اگر طبع شود۔ نشر خواہد شد در دست اراذل متعصبین خواہد افتاد۔ لہذا جائز نہ"

کہ رسالہ ابن ذئب یعنی کتاب الشیخ کے نقل کرنے کی بھی بہاء اللہ نے اپنے زمانہ میں کسی کو اجازت نہیں دی۔ کیونکہ اس وقت یہی مصلحت تھی۔ اب طبع ہو گئی ہے۔ اور کتاب اقدس اگر طبع ہوئی۔ تو پھیل جائیگی۔ اور ذلیل کمینے اور متعصب لوگوں کے ہاتھ میں جا پڑے گی۔ لہذا اس کا چھاپنا جائز نہیں۔ اس لوح میں عبدالبہاء نے دنیا کے ان تمام لوگوں کو جو بہائی نہیں۔ کمینے اور متعصب کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ جو بہائیت کی امن پسندی اور اعلیٰ اخلاق کی دلیل ہے۔ دوسرے یہ بتایا ہے۔ کہ کتاب اقدس جو شریعت کی کتاب ہے۔ اور جو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اس کا چھاپنا اور شائع کرنا جائز نہیں" مولوی عبداللہ صاحب بتائیں۔ قرآن شریف کی آیت واذ اخذ اللّٰہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ کے مطابق کتاب اقدس کس طرح خدائی کتاب ہو سکتی ہے۔

آمدم برسر مطلب۔ جب کتاب الشیخ میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جو بہاء اللہ کے ادعاء الوہیت پر دال ہو۔ تو مناسب یہ تھا۔ کہ یہ کتاب اسی وقت شائع کر دی جاتی۔ جب بہاء اللہ پر دعویٰ الوہیت کا اعتراض ہو رہا تھا۔ اتنے عرصہ یعنی ۳۰ سال کے بعد اس کتاب الشیخ کا شائع ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ بہاء اللہ کی زندگی میں اس کتاب کا وجود نہ تھا۔ اب چونکہ اتنے عرصہ کے بعد یہ کتاب اس کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ اس لئے عبدالبہاء کی طرف سے یہ بہانہ تراشا گیا پس اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ بہاء اللہ کی کتاب ہے! حیفہ میں جو اہل بہا کا مرکز بیان کیا جاتا ہے۔ اس وقت وہاں ہمارے مبلغ مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل موجود ہیں۔ آپ ہندوستان کے بہائیوں کو کہیں۔ کہ وہ مرکز میں بہاء اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا اصل نسخہ انہیں دکھا دیں۔ جس سے نقل کر کے کتاب الشیخ ۱۹۲۰ء میں شائع کی گئی ہے۔ کتاب الشیخ کا جو حوالہ آپ نے دیا ہے۔ اوس کے اور بھی کئی جواب ہیں۔ لیکن پہلے آپ اس کتاب کا اصلی ہونا ثابت کریں۔ آپ اپنے ٹریکٹ میں کتاب الشیخ صـ۱۳۱ کا حوالہ نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"ایک معترض نے بہاء اللہ پر یہی اعتراض کیا تھا۔ کہ آپ الوہیت اور ربوبیت کے دعویدار ہیں۔ اس کا جواب بہاء اللہ نے یہ دیا۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے"

لیجئے! آپ کے اسی حوالہ سے ہی جس پر آپ کو بے حد ناز ہے۔ ثابت ہو گیا۔ کہ بہاء اللہ کو مدعیٔ الوہیت کہنا صرف احمدیوں کی ایجاد نہیں۔ بلکہ بہاء اللہ کی زندگی میں ہی لوگ اسے مدعیٔ الوہیت سمجھتے تھے۔

دوسرے یہ کہ اس ایک حوالہ کے مقابلے میں ہم نے بیسیوں ایسے صاف وصریح حوالے پیش کئے ہیں۔ جن کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ مثلاً۔ لا الٰہ الا انا المسجون الفرید (مبین) کہ کوئی خدا نہیں۔ مگر میں جو قید خانہ میں بند ہوں۔

"حضرت بہاء اللہ۔ مُرسِل رسل ومنزل کتب است" کہ بہاء اللہ رسولوں کا بھیجنے والا اور کتابوں کا نازل کرنے والا ہے۔

"بالوہیت حی لایزال بے مثال جمال قدم مذعن ومطمئن گشتیم" کہ ہم بہاء اللہ کو حی ولایزال خدا یقین کرتے ہیں۔ وغیرہ۔

دعویٰ الوہیت سے انکار کی حقیقت

اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ بہاء اللہ نے کسی جگہ اپنے دعویٰ الوہیت سے انکار کیا ہے۔ تو اس کے معنی سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ وہ عیسائیوں کی طرح روح اور جسم کا فرق کر کے جسم کے اعتبار سے الوہیت کا انکار کرتا ہے اگر آپ نے کوکب ہند ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء کا پرچہ پڑھا ہوتا۔ تو معلوم ہو جاتا۔ کہ بہائیوں میں بہاء اللہ کی الوہیت کے متعلق وہی گورکھ دھندا ہے۔ جو عیسائیوں میں ہے۔ علاوہ ازیں بابی اور بہائی مع باب وبہا کے پرلے درجہ کے تقیہ باز تھے۔ اس لئے اگر انکار ظاہر پر محمول کیا جائے۔ تو دھوکا دینے کے لئے اصول تقیہ پر مبنی سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ اس نے شاہ ایران کو خط لکھتے وقت تقیہ پر عمل کرتے ہوئے اپنے خط میں لکھا تھا۔ شریعت اسلام میں ہم نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ حالانکہ یہ واقعہ کے خلاف اور سراسر جھوٹ تھا۔ کیونکہ شریعت اسلام کے منسوخ ہونے کا اعلان پہلے ہو چکا تھا۔ پس اسی طرح اس کا کسی جگہ اپنے ادعاء الوہیت سے انکار کرنا بھی تقیہ پر مبنی سمجھا جائیگا۔ کیونکہ دعویٰ خدائی اس کی کتابوں میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

آخری نبی

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"میں نے رسالہ نجات کا حوالہ دیکر ثابت کیا تھا۔ کہ قادیانی مذہب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں"

اس کا جواب وہی ہے۔ جو آپ نے لکھا ہے۔ کہ "اصطلاحات میں تنازع کرنا عقلمندی نہیں۔ ولکل ان یصطلح" پس آپ کا "الفاظ کی آڑ لے کر اصطلاحات میں جھگڑنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپ کے عقیدہ کی بنیاد متزلزل ہے" کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے متعلق احمدیوں اور بابیوں میں اصولی فرق ہے۔ احمدیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آخری شریعت ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کا ناسخ ہو۔ بخلاف اس کے بابی اور بہائی شریعت اسلام کو آج سے قریباً ۹۰ سال پہلے منسوخ کر چکے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض کو بند کر چکے ہیں اور وہ اس بات کے قطعاً منکر ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے کوئی امتی نبی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ احمدی یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک فیض اور درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور آپ ایسے کامل واکمل نبی ہیں۔ کہ آپ کے فیض سے آپ کی امت میں ایسے نبی ہو سکتے ہیں۔ جو آپ کی شریعت کی پیروی

اور اس کو رواج دینے والے ہوں۔ گویا بہائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کو قبر میں دفن کر چکے ہیں۔ (معاذ اللہ) اور احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی اور اسلام کو زندہ مذہب یقین کرتے ہیں۔

شریعت محمدیہ منسوخ نہیں

مولوی صاحب نے لکھا ہے۔

"میں نے سیرت المہدی صفحہ ۱۰ کا حوالہ دیکر ثابت کیا۔ کہ آپ کے نزدیک بھی شریعت محمدیہ کا منسوخ ہونا جائز تھا" حضرت خلیفہ اولؓ کے اس کلام سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ شریعت اسلام منسوخ ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس میں آپ نے اپنے اس یقین کا اظہار کیا ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر آپ کو تھا۔ اس کی مثال قرآن شریف میں موجود ہے۔ آتا ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ۔ یعنی کہدے۔ کہ اگر رحمان کے لئے بیٹا ہو تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت خلیفہ اول کے کلام میں بھی "اگر" کا لفظ جو شرط کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ موجود ہے۔ اور قرآن شریف میں بھی "اِنْ" شرطیہ موجود ہے۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ قرآن کے نزدیک بھی خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ لا واللہ۔ الا من سفہ نفسہ۔

جھوٹا الزام

مولوی صاحب نے یہ غلط الزام لگایا ہے۔ کہ خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کے نزدیک شریعت اسلام کا منسوخ ہونا جائز ہے۔ کیا جس شخص کا یہ عقیدہ ہو۔ وہ شریعت اسلام کو منسوخ قرار دے سکتا ہے۔ کہ

(۱) "میں اور میرے سب مرید تو آپ کو صرف ایسا ہی نبی تسلیم کرتے ہیں۔ جس نے کوئی جدید شریعت جاری نہیں کی۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر ہی نبی ہوئے۔ بلکہ ہم تو ایسے خیال کو کفر خیال کرتے ہیں" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۹۸)

(۲) "خاتم النبیین کے معنی بھی یہی ہیں۔ کہ کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی نہ اختیار کرے" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۴۳)

(۳) "میرا اور تمام احمدیوں کا جو حضرت مسیح موعود کے ساتھ صحیح تعلق رکھتے ہیں۔ اور خود حضرت مسیح موعودؑ کا ہرگز ہرگز یہ مذہب نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آسکتا ہے۔ جو قرآن کریم کو منسوخ کرے یا اس کے بعض احکام پر خط نسخ کھینچ دے۔ یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر ہو کر کچھ حاصل کر سکے۔ بلکہ ہم ایسے شخص کو جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ فیض پانے کا دعوے کرتا ہے۔ یا بعد قرآن کریم کے نئی شریعت لانے کا مدعی ہے۔ لعنتی اور کذاب خیال کرتے ہیں" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۸۲ ضمیمہ)

حضرت مسیح موعودؑ پر حملہ

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"اگر نبی آسکتا ہے۔ تو قدیم شریعت کا قائم رہنا ضروری بھی نہیں۔ یہ ایک طفلانہ خیال ہے"

یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی آڑ لیکر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے صاف اپنی تصنیفات میں برکات و مراتب لکھا ہے۔ کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ پس یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر آپ کا اعتراض نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہے۔ جو آپ کے بہائی ہونے کا ثبوت ہے۔

مولوی صاحب سوال کرتے ہیں "آپ نے فرمایا ہے۔ کہ بہائیوں کی پچاس سالہ کامیابی کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ عکا میں چند آدمی ان کے ہم خیال ہیں۔ اور حیفا میں چالیس پچاس۔ لیکن بخلاف اس کے الفضل مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۸ء میں آپ نے تسلیم کیا ہے۔ کہ میرے پیدا ہونے سے پہلے چالیس برس بہاء اللہ دعوے کر چکا تھا۔ اور ہزاروں لوگ بابیت اور بہائیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ تو آپ کے کلام میں تناقض ہے یا نہیں" جناب والا! عبارت دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔ کوئی تناقض نہیں۔ صرف آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ صرف "عکا میں چند آدمی" اور "حیفا میں چالیس پچاس" آدمی ہیں۔ دوسری جگہ کی نفی نہیں یعنی اس سے یہ کہاں نکلا۔ کہ کسی دوسری جگہ کوئی بہائی نہیں؟ جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ "الفضل مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۸ء" قادیان سے کوئی شائع نہیں ہوا۔ آپ اپنے ہوش و حواس درست فرمائیں۔ اور اس تاریخ کا الفضل جماعت احمدیہ لاہور یا بابی لائبریری سے تلاش کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ صحیح حوالہ بتانے پر آپ کو جواب دیا جائیگا۔

بہائیوں کا تائب ہونا

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"آپ فرماتے ہیں۔ کہ ۳۸ بہائی پکڑے گئے۔ اور ۳۱ تائب ہوئے۔ کیا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ یا سنی سنائی باتیں ہیں" جناب ذرا تکلیف گوارا فرما کر مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"عدۂ تمام سی و ہشت نفر بود۔ و از میان آن جمع فقط ہفت نفر شہید شدہ بشہدائے سبعہ معروف و موصوف گشتہ و بقیہ آنہا بوسائل تبری و برطلیل رخت ازان سیل بدر بردند" (الکواکب الدریہ صفحہ ۲۸۹)

اس عبارت کا حاصل ترجمہ وہی ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بیان کیا ہے۔ کہ ۳۸ پکڑے گئے اور ۳۱ تائب ہوگئے۔

باب کا سونٹا مارنا

پھر لکھتے ہیں:۔

"سید باب سے کسی نے مسئلہ پوچھا۔ تو اس نے سائل کو سونٹا دے مارا۔ آپ نے یہ واقعہ کہاں سے لیا۔ کیا ثبوت ہے" اس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

"یکروز یکے از ملائے ماہ کو بخدمت حضرت مشرف شدہ بود۔ سوال و جوابہائے نمود۔ قدرے در سخن گفتن با آن حجت زبان بے ادب حرکت نمودہ دریائے قہر الٰہی قدرے متلاطم آمدہ۔ عصائے خود را چنان بہیکل نحس آن خبیث نواخت کہ عصائے مبارک درہم شکست و با آقا سید حسین عزیز کہ ہمیشہ درحضور مے بود۔ حکم فرمودند تا آن سگ را از مجلس بیرون نمودہ وحالانکہ آن ملعون در نہایت تشخص بود۔ و در ماہ کو قریب بہ سی صد خوانین داشت۔ جمیعاً احترام آن ملعون را داشتند۔ معہذا آنحضرت چنان بشدت بادا اظہار قہاریت فرمودند۔ احدے را یارائے مواخذہ نبود۔"

(نقطۃ الکاف صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲)

حاصل ترجمہ یہ ہے۔ کہ ایک دن شہر ماہ کو کا ایک عالم۔ باب کے پاس آکر سوال و جواب کرنے لگا۔ دوران گفتگو میں اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ جسے سید باب نے اپنی بے ادبی پر محمول کیا۔ بس پھر کیا تھا۔ دریائے قہر الٰہی جوش میں آگیا۔ اور اس خبیث کے منحوس جسم کی باب نے اپنے سونٹے سے ایسی تواضع کی۔ کہ سونٹا مبارک ٹوٹ گیا۔ اور سید حسین عزیز کو جو ہمیشہ باب کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ باب نے حکم دیا۔ کہ اس کتے کو مجلس سے باہر نکالدے۔ حالانکہ اس ملعون مولوی کا جو نہایت مشہور آدمی تھا۔ شہر ماہ کو کے تیس ہزار بڑے بڑے سردار بہت احترام کرتے تھے۔ مگر باب کی اس شدت و قہاریت اور غضبناکی کے باوجود کسی کو مجال نہ ہوئی۔ کہ باب سے کسی قسم کا مواخذہ کرے"۔ بابیوں کی شیریں کلامی اور سید باب کا حلم اور مہمان نوازی ملاحظہ ہو۔

بہاء اللہ کی حمایت کیوں

آخر میں ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اگر آپ بہائی نہیں ہیں۔ تو آپ بہاء اللہ کی طرف سے دفاع اسے کیا سمجھ کر کرتے ہیں۔ کیا وہ آپ کے نزدیک خدا کا کوئی مقرب انسان ہے؟ جس پر اعتراض ہونے سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر آپ اسے ایسا نہیں سمجھتے۔ تو یہ کیا بات ہے۔ کہ جب کبھی ہماری طرف سے کوئی تردید شائع ہوتی ہے۔ تو آپ بلبلا اٹھتے ہیں۔ آپ کو اس وقت تکلیف کیوں نہیں ہوتی۔ جب دوسرے مذاہب باطلہ کی تردید کی جاتی ہے۔ آپ کا یہ رویہ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ آپ کا یہ کہنا۔ کہ میں بہائی نہیں ہوں۔ غلط ہے۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب ..
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے :۔

نومسلموں کے متعلق اعلان

اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ ہمارے احمدی احباب کے ذریعہ سے جب کوئی شخص دوسرے مذہب کا مسلمان ہوتا ہے۔ تو بجائے اسکے کہ احباب اس کو اپنے پاس رکھکر اسکی تربیت کریں۔ اور معمولی تعلیم دیں۔ فوراً اسے قادیان روانہ کر دیتے ہیں۔ اور یہ طریق مرکز کی مشکلات کو بڑھانیکا موجب ہو رہا ہے احباب کو چاہئے۔ کہ نومسلمین کو اپنے پاس رکھکر اس کی تعلیم و تربیت کریں۔ عام طور پر نومسلمین جو یہاں بھیجے جاتے ہیں۔ ناخواندہ ہوتے ہیں۔ یا بالکل کم علم ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی تعلیم و تربیت خود بیرونی جماعتیں بھی کر سکتی ہیں۔ پس اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ کوئی صاحب کسی نومسلم کو قادیان میں نہ بھیجیں۔ جبتک کہ اسکے متعلق پہلے دفتر دعوۃ و تبلیغ سے اجازت نہ حاصل کرلیں۔ اس اعلان کی ضرورت اسلئے بھی محسوس ہوئی ہے۔ کہ بعض نومسلمین ہمارا مالی نقصان کر کے یہاں سے چلے گئے ہیں۔ اس لئے احتیاط ضروری ہے

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

خدا دو مسلمان فریق میں سے کس کے ساتھ ہے

پیغام صلح کی دہوکہ دہی

فتنہ کی ابتدا کس سے ہوئی۔ پیغامی مضمون نگار نے حضرت مسیح موعودؑ کا الہام نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:-

یہ فریق کون ہے۔ اس کا اندازہ ذیل کے حوالجات سے لگایا جا سکتا ہے۔ جس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ جماعت میں موجودہ فتنہ کس نے برپا کیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اُسے کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ انجام آتھم صفحہ ۲۲۳ پر حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں:-

"و تحقیق قبیلہ من عنقریب بار دیگر سوئے فساد رجوع خواہند کرد۔ و در خبث و عناد ترقی خواہند نمود۔ پس آں روز امر مقدر از خدا تعالےٰ نازل خواہد شد۔ ہیچکس قضا او را رد نتواند کرد۔ و عطائے او را منع نتواند نمود۔ و من مے بینم کہ دوستاں سوئے عادتہا پیش میل کردہ اند و دلہائے شاں سخت شد۔ چنانکہ عادت جاہلاں است و ایام خوف را فراموش کردند و سوئے زیادتی و تکذیب عود نمودند پس عنقریب امر خدا بر ایشاں نازل خواہد شد۔ چوں خواہد دید کہ ایشاں در غلو خود زیادت کردند و خدا قوے را عذاب نے کند۔ چوں مے بیند کہ ایشاں مے ترسند"۔

مضمون نگار نے یہ حوالہ لکھ دینے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ اور اس پر کوئی رائے زنی نہیں کی۔ شاید انہوں نے اپنے دل میں بہت بڑی خوشی محسوس کی ہوگی۔ کہ اس مضمون کو پڑھنے والے جب اس عبارت کے پہلے فقرہ اور فقرہ چوں خواہد کہ ایشاں در غلو خود زیادت کردند پڑھینگے۔ تو خود بخود سمجھ لیں گے۔ کہ اس قبیلہ سے کون مراد ہے۔

مگر جاننا چاہیئے۔ یہ عبارت ایسی ہی غیر مبایعین کے لئے مفیدِ صداقت ہے۔ جیسے کوئی شیعہ یا خارجی کہے۔ خدا تعالےٰ نے وانذر عشیرتک الاقربین کہکر پہلے ہی فرما دیا تھا۔ کہ (معاذ اللہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان راہِ راست سے پھرا ہوا ہے۔ یا یہ کہ وہ تمہاری زندگی کے بعد پھر جائے گا۔ اور حضرت علیؓ کو خلیفہ نہ ہونے دے گا (شیعہ تو عشیرہ سے حضرت عائشہؓ و ابوبکرؓ مراد لے۔ اور خارجی عشیرہ سے حضرت علیؓ مراد لے) پس اسے ڈراؤ۔ یا کہے۔ کذب بہٖ قومک وھو الحق کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیری قوم اس کا (یعنی خلافت علیؓ کا) انکار کر رہی ہے۔ حالانکہ وہی حق ہے۔

لیکن جس طرح شیعہ کا یہ استدلال صریحاً غلط ہے۔ اور سیاق و سباق کے خلاف ایک من گھڑت اور باطل تفسیر ہوگی۔ ویسے ہی اہل پیغام کے مستور الحال نامہ نگار کی یہ تفسیر (یعنی عشیرہ سے خاندان مسیح موعودؑ یعنی ذریت حضورؑ مراد لینا) سیاق و سباق کے بالکل برعکس اور خلاف ہے۔ اور جو شخص بھی انجام آتھم کی محولہ عبارت کا ماسبق اور مابعد مطالعہ کرے گا۔ وہ اس مستور الاسم والحال نامہ نگار پر ہزار نفرین بھیجیگا۔ اور ہر سمجھدار انسان یقین کر لے گا۔ کہ اہل پیغام سیدنا محمودؓ کی مخالفت میں شرافت اور نجابت کو بھی جواب دے چکے ہیں۔

"پیغام" نے اس حوالہ کے عشیرہ لفظ کے معنے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کئے ہیں۔ حالانکہ وہاں احمد بیگ اور اس کے رشتہ داروں امام الدین۔ نظام الدین وغیرہ مخالفین کا ذکر ہے کیسی دیدہ دلیری اور دہوکہ دہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انجام آتھم کے صفحہ ۲۱۰ سے لے کر ۲۲۸ تک اس پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے۔ جس میں اپنے الہامات اور اس خاندان کی شرارتوں اور پھر خدا تعالےٰ کے عذابوں سے ان کی ہلاکت اور پھر خدا کی شرط توبہ سے مستفید ہونے کی حالت بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ثم ما قلت لکم ان القضیۃ علیٰ ھذا القدر قد تمت والنتیجۃ الاٰخرۃ ھی التی ظہرت وحقیقۃ النباء علیہا ختمت بل الامر قائم علیٰ حالہ ولا یردہ احدٌ باحتیالہ والقدر قدر مبرم من عند الرب العظیم وسیاتی وقتہ بفضل اللہ الکریم فوالذی بعث لنا محمد المصطفٰی وجعلہ خیر الرسل وخیر الورٰی ان ھذا حق فسوف تریٰ وانی اجعل ھذا النبأ معیارا لصدقی او کذبی وما قلت الا ما انبئت من ربی۔ کہ پھر میں نہیں کہتا۔ کہ یہ معاملہ یہیں تک ختم ہو گیا ہے۔ اور آخری نتیجہ یہی ہے۔ جو ظاہر ہوا۔ اور پیشگوئی کی حقیقت اسی پر بس ہو گئی۔ بلکہ معاملہ ویسا ہی ہے۔ اور کوئی شخص بھی اُسے اپنے ارادے اور حیلے سے روک نہیں سکتا۔ اور وہ قدر مبرم ہے رب عظیم کی طرف سے اور اس کا وقت ضرور آئے گا خدا تعالےٰ کے فضل سے پس اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفٰی (صلعم) کو ہمارے لئے بھیجا۔ اور اُسے خیر الرسل اور خیر الورٰی بنایا۔ یہ ضرور حق ہے اور پس تو عنقریب دیکھ لے گا۔ اور میں اس پیشگوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیتا ہوں۔ اور نہیں میں نے کہا۔ مگر جب مجھے خدا کی طرف سے خبر دی گئی۔ (اس کے بعد وہ عبارت ہے۔ جو مضمون نگار نے فارسی ترجمہ کے رنگ میں لکھ کر مدار استدلال ٹھیرائی ہے۔)

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں۔ کہ کس قدر تیرہ باطنی اور دہوکہ دہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو عشیرہ کے اس اعتراض کا (جو دربارہ داماد احمد بیگ تھا) ذکر کرکے اس کی تفصیل درج فرماتے ہوئے احمد بیگ کے رشتہ داروں کو لفظ عشیرہ سے تعبیر فرمائیں۔ مگر پیغام اس پیشگوئی کے عشیرہ لفظ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت پر چسپاں کرے۔ [illegible]

یزیدی کون ہیں؟

دوسری بات "پیغام" نے موجودہ فتنہ کے متعلق یہ بیان کی ہے۔ قادیان دمشق ہے۔ اور اس سے یزیدی لوگ فتنہ پردازوں کا پیدا ہونا مقدر تھا۔ سو پیدا ہو گئے۔ (والعیاذ باللہ)

اس میں بھی "پیغام" نے بڑی ٹھوکر کھائی ہے۔ کیونکہ یزیدی دراصل غیر مبایع ہیں۔ نہ کہ مبایعین۔ اس لئے کہ

(۱) خود ان کے ایک معزز رکن اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی نے سنہ ۱۹۱۵ء میں ایک مضمون ارائیوں کے حسب و نسب کے متعلق لکھا تھا جس میں انہوں نے ثابت کیا تھا۔ کہ رائیں قوم کا مورث اعلیٰ امیر یزید تھا۔ پس حسب و نسب کی رو سے بھی غیر مبایعین یزیدی ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا "امیر ایدہ اللہ" اسی قوم کا فرد ہے۔ جس کا مورث اعلےٰ بقول اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی یزید تھا۔

دوسری وجہ جس کے لحاظ سے غیر مبایعین ہی یزیدی ہیں۔ یہ ہے کہ یزید کی صفت مختصہ جس کی وجہ سے یہ لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں بطور وصف خاص ظاہر کیا گیا۔ یہ تھی کہ وہ اہل بیت کا دشمن تھا۔ اب دیکھ لو۔ "دو مسلمان فریق" میں سے کون اہلبیت حضرت مسیح موعودؑ کا دشمن ہے۔

خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کو اہل بیت قرار دیا۔ اور حضورؑ کا خاندان بلحاظ دامادی اور نسب کے سادات سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ ایسی صورت میں اُن کا مدمقابل فریق پیغامی ہی یزیدی کہلانے کا مستحق ہے۔ پس وہ شخص جو اپنے عادات و خصائل اپنے حسب نسب۔ الہامات و کشوف۔ تصریحات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رُو سے ہرگز اہل بیت کہلانے کا حقدار نہیں۔ بلکہ برعکس یزیدی کا لقب پانے کا حقدار ہے۔

رہے وہ حوالجات جو مضمون نگار نے ازالہ اوہام سے نقل کئے ہیں جن سے اُس نے بزعم خود قادیان کے موجودہ لوگوں کو (والعیاذ باللہ) یزیدی قرار دینا چاہا ہے۔ وہ سب ایسے ہی ہیں جنہیں معمولی نظر سے پڑھنے کے بعد ہر شخص مضمون نگار کی عقل کی داد دے گا۔ مضمون نگار نے بہت سی عبارتوں کو چھوڑ کر چند فقرات درج کرکے مغالطہ دینا چاہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"پس واضح ہو۔ کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر من جانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے۔ جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں۔ جو یزیدی طبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں۔ اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں۔ جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں۔ کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور خدا تعالےٰ کا موجود ہونا ان کی نگاہ میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ جو انہیں سمجھ نہیں آتا۔ اور چونکہ طبیب کو بیماروں

ہی کی طرف آنا چاہیئے۔ اس لئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں ہی نازل ہو" ازالہ اوہام بار سوم ص۲۸

اس عبارت کو پڑھ کر ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ پیغامی مضمون نگار خاندان حضرت مسیح موعود کو یزیدی قرار دینے میں کہاں تک حق بجانب ہے۔

پھر فرماتے ہیں:-

(۲) "یہ مسیح کا دمشق میں اُترنا صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ کوئی مثیل مسیح جو حسین سے بھی بوجہ مشابہت ان دونوں بزرگوں کی مماثلت رکھتا ہے۔ یزیدیوں کی تنبیہ اور ملزم کرنے کے لئے جو مثیل یہود ہیں اترے گا"

(۳) "سو خدا تعالیٰ نے اس دمشق کو جس سے ایسے پر ظلم احکام نکلے تھے۔ اور جس میں ایسے سنگدل اور سیاہ درون لوگ پیدا ہوگئے تھے اس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا۔ کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے" (دیکھو ازالہ اوہام ص۲۹)

پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"سو خدا تعالیٰ نے اسی عام قاعدہ کے لحاظ سے (مماثلت کی وجہ سے بھی ایک چیز کا نام دوسری چیز کو دیا جاتا ہے۔ ناقل) کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی۔ اور اس بارہ قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا۔ کہ اخرج منہ الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں"

"اور وہ اس بات کا شاہد حال ہے۔ کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے۔ اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ یزیدی الطبع ہیں۔ یعنی اکثر وہ لوگ جو اس جگہ رہتے ہیں۔ وہ اپنی فطرت میں یزیدی لوگوں کی فطرت سے مشابہ ہیں" (ازالہ ص۳۰)

مذکورہ بالا عبارتوں سے ثابت ہے۔ کہ (۱) قادیان کے لوگ یزیدی طبع تھے۔ اس لئے اُن میں مسیح موعودؑ کا نزول ہوا۔ (۲) پہلا دمشق تو ظلم وستم پھیلانے کا مرکز تھا۔ مگر مسیح موعودؑ کے نازل ہونے کے بعد یہی قادیان جو مثیل دمشق ہے۔ عدل وانصاف اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ (۳) قادیان کی نسبت یہ الہام تھا۔ کہ اس میں یزیدی طبع لوگ پیدا کئے گئے ہیں" اور جو لوگ اس جگہ رہتے ہیں۔ وہ اپنی فطرت میں یزیدی طبع ہیں" (۴) نبی ہمیشہ ظالموں کی بستی میں آتے ہیں۔ تا ان ظالموں کی جگہ جو لعنت کا موجب ہوتی ہے۔ وہ موجب رحمت ہو جائے۔ پس قادیان میں بھی ایسا ہوگا۔ یعنی حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے اور حضورؑ کے وقت کے لوگوں کا یہ حال ہے۔ بعد میں یہ بستی برکات اور عدل وانصاف کا مرکز بنتی چلی جائیگی۔ اگر ابھی تک قادیان کی وہی حالت ہے جو پُرانے دمشق کی تھی۔ اور پیغامی مضمون نگار ابھی تک یزیدی الطبع لوگوں کا یہ مرکز ہے تو کہنا پڑیگا کہ (۱) ابھی تک مسیح موعودؑ کے نازل ہونے کی ضرورت ہے۔ جو اسے عدل وانصاف کا مرکز بنائے۔ (۲) مسیح موعودؑ کے نازل ہونے سے اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اور بستی ویسی کی ویسی ہی رہی لیکن یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ بلکہ مسیح موعودؑ نے اس جگہ کو اپنے الہامات اور انوار برکات کی رو سے برکت اور جائے رحمت قرار دے دیا ہے [illegible]

"خون کی ندیاں"

اخبار "اکالی" کی دھمکی کہ اگر مسلمان پنجاب میں مسلم راج قائم کریں گے۔ تو "خون کی ندیاں" بہہ جائیں گی۔ میری رائے میں درست ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں برطانوی راج ہے۔ اور برطانوی راج اب بغیر خون کی ندیاں بہائے ہوئے مٹ نہیں سکتا۔ اگر یہ منشا ہے کہ سکھ مسلمانوں سے لڑیں گے۔ تو یہ بھی درست ہے۔ گورنمنٹ کی فوج میں سکھ موجود ہیں۔ لڑتے بھی ہیں۔ اگر یہ منشا ہے کہ موجودہ حکومت پنجاب دراصل سکھوں کی حکومت ہے۔ اس لئے مسلمان جب برطانوی قبضہ پنجاب سے اٹھائیں گے۔ تو سارے سکھ گورنمنٹ کا ساتھ دیں گے۔ یہ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ سکھوں کو مسلمانوں کے ساتھ ایسی ہی عداوت ہے۔ اور وجہ عداوت یہ ہے کہ مسلمان اور سکھ دونوں موحد ہونے کے دعوے دار ہیں۔ دونوں کو شرک اور بت پرستی سے نفرت ہے۔ دونوں بابا گورو نانک صاحب علیہ الرحمۃ کو قابل احترام اور خدا کا برگزیدہ سمجھتے ہیں۔ دونوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گورو بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ اذان دیتے۔ نمازیں پڑھتے۔ مسلمان اولیاء اللہ کی صحبتوں میں رہتے تھے۔ کعبہ جایا کرتے تھے۔ اور دونوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ بابا صاحب نے کبھی گائے کی پرستش نہیں کی۔ نہ کرائی۔ اور نہ کبھی کسی مورت کے آگے سر جھکایا۔ اور نہ مندروں میں جا کر بتوں پر چڑھاوے چڑھائے۔ پس دونوں قوموں میں اتنا اختلاف ہے۔ کہ عداوت محکم ہونا ہی چاہیئے تھی۔ اور چونکہ ہندوؤں کے ساتھ ان کا مذہبی اتحاد ہے۔ اس لئے کہ بابا صاحب ہندو خاندان میں پیدا ہوکر بت پرستی کے خلاف وعظ کیا کرتے تھے۔ بابا صاحب نے لباس ایسا پہنا۔ جو بت پرستی کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے والا تھا۔ یعنی چولہ صاحب جس پر سورۂ فاتحہ۔ اخلاص اور "ان الدین عند اللہ الاسلام" لکھا تھا۔ اور اس لباس کے ذریعہ وہ تمام سفروں میں بت پرستی کا انسداد اور اسلام کا پرچار کرتے تھے۔ ایسے ایسے اتحاد مذہب کی صورت میں ہندوؤں کے ساتھ ایسی ہمدردی ہونا قدرتی امر ہے۔ کہ پنجاب میں جب برطانیہ حکومت کی بجائے یا اس برطانیہ حکومت کی بجائے جسے سکھ اپنی حکومت کہتے ہیں۔ اور ہندو اپنی۔ مسلمان اپنی حکومت قائم کرنے لگیں۔ تو بے شک سکھ خون کی ندیاں بہانے کی معقول وجوہ رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کی حفاظت کرنا چاہئے۔

لیکن اگر "اکالی" اخبار کا یہ منشا ہے۔ کہ سکھ اور ہندو مل کر برطانیہ ہند کو اپنا بنانے والے ہیں۔ اور انگریزوں کو یہاں سے بوریا بدھنا اٹھا کر بھاگ جانے پر مجبور کرنے والے ہیں۔ اور مسلمان انگریزوں کو بچائیں گے۔ اور اس طرح اپنا حق انگریزوں پر قائم کرکے آئندہ کبھی انگریزی راج میں ایسے شریک غالب ہونگے جیسے ہندو اب ہیں۔ تو سکھ خون کی ندیاں بہاوینگے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ "اکالی" نے غلطی کی ہے۔ مسلمانانِ ہند کو نہ ہندوؤں۔ نہ سکھوں اور نہ گورنمنٹ برطانیہ سے یہ امید ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی وفاداری کی کبھی یہ قیمت ادا کرے گی۔ محاصرہ ارکاٹ جس نے ہندوستان میں فرانسیسیوں کے خواب سلطنت کو برباد کر دیا۔ اور کلائیو کو برطانیہ راج قائم کرنے کے لئے مستقل کامیابی بخش دی۔ اس امر کا کافی شاہد ہے۔ کہ مسلمانوں کو ثمرہ وفاداری نہ پہلے ملا ہے۔ نہ آئندہ ملنے کی امید ہے۔ پس مسلمان ایسے وقت میں جبکہ ہندو و سکھ اور انگریز باہم دست و گریباں ہونگے۔ کیا کرینگے۔ ایسا سوال ہے۔ جسے مسلمان صدہا سال سے حل کر چکے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ مسلم اگر کسی سلطنت کے ماتحت رہ سکتا ہے۔ تو اُسی وقت رہے گا۔ جبکہ اسے مذہبی آزادی حاصل ہے۔ یعنی وہ اوامر و نواہی جن سے ستون دین قائم ہوتا ہے۔ کسی جبر کے ماتحت نہ ہوں۔ اور اُن میں مسلمانوں کو قطعی آزادی ہو۔ لہٰذا ایسی صورت میں "اکالی" اپنے مضمون پر دوبارہ سنجیدہ طریقہ سے غور کرے۔ اور اپنے اخبار کی متانت اور سنجیدگی کو لغو بیانیوں سے ضائع نہ کرے۔ تو بہتر ہے۔ سکھ قوم نے جو وقار اپنی قربانی سے قائم کیا ہے۔ اُسے عقل و دانش اور اپنی آزادی کے ساتھ قائم رکھے۔ دوست اقوام کو خواہ مخواہ کیوں دشمن بنائے۔

(ایک ناصح مشفق)

مولوی محمد علی صاحب اپنے حکم کیخلاف

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت غیر مبائعین لاہور جو کہ اپنے آپکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی جانشین تبلا کر اپنے مریدوں اور نیز غیر احمدیوں پر یہ ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ کہ دراصل وُہی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر چلنے والے ہیں۔ اپنے اُردو تفسیر القرآن ص۸۹۷ پر آیت ولو شئنا لرفعناہ بھا...... الخ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔" اس سے مُراد کوئی خاص شخص نہیں۔ گو بعض نے بلعم کا اور بعض نے کسی راہب اور بعض نے امیّہ کا نام لیا ہے۔ اس کا عام ہونا خود اگلی آیات سے واضح ہے"

مجھے یہ تو معلوم نہیں۔ کہ وہ "بعض" کون ہیں جنہوں نے امیّہ یا کسی راہب کی طرف یہ آیت منسوب کی۔ البتہ وہ "بعض" جنہوں نے بلعم کی طرف یہ آیت منسوب کی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس حقیقۃ الوحی ص۵۲ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔ "بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم الشان نبی گذرے ہیں۔ جنکو اللہ تعالےٰ نے توریت دی۔ اور ان کی عظمت اور وجاہت کی وجہ سے بلعم باعور بھی ان کا مقابلہ کرکے تحت الثریٰ میں جا گرا۔ اور اسکے ساتھ خدا نے اُس کی مشابہت دی ہے۔" کیا مولوی صاحب تبلائینگے۔ کہ انہوں نے اپنی تفسیر القرآن میں کیوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف لکھا۔

خاکسار شمس الدین احمدی - غیر ایجنسی

مسلمانوں کی راہنمائی کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی

ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں مسلمانوں کی موجودہ مشکلات اور ان سے نجات پانے کی راہ بتائی گئی ہے۔ میں یہ حدیث معہ اسکی تشریح کے اخبار میں شائع کراتا ہوں۔ تا سعید روحیں اسکی طرف توجہ کریں اور جلد سے جلد مشکلات سے نجات پاکر کامیابی کا منہ دیکھیں۔ حدیث حسب ذیل ہے:۔

عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النھر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجب علی کل مومن نصرہ او قال اجابتہ۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وراء النھر یعنی فارس والوں میں سے ایک عظیم الشان شخص پیدا ہوگا۔ جسے زمیندار کہا جائے گا۔ کیونکہ وہ واقعہ میں بھی معزز زمیندار ہوگا۔ اس کے مقدمۃ الجیش کا افسر بھی ایک عظیم الشان آدمی ہوگا جسکی نسبت یہ کہا جائے گا کہ وہ بڑا تائید یافتہ ہے اور خدا کی نصرت اس کے شامل حال ہے۔ وہ آل محمد یعنے مسلمانوں کو وطن میں جگہ دے گا۔ یا ان کو قوت اور طاقت بخشے گا۔ جس طرح کہ مسلم قریش نے مشرکوں کے مقابل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قوت اور طاقت بخشی۔ ہر مومن مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسکی مدد کرے۔ اور اسکی باتوں کو قبول کرے ؛

دراصل پیشگوئیوں کی اصل حقیقت ان کے وقوع پذیر ہونے کے بعد ہی پورے طور پر منکشف ہوتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ بھی قرآن کریم میں فرماتا ہے وقل الحمد للہ سیریکم آیاتہ فتعرفونھا۔ کہ اے محمدؐ تو کہہ دے تمام تعریفوں کا حقدار اللہ ہی ہے وہ تم کو اپنے نشان دکھائے گا۔ تب تم انکو پہچان لوگے کہ یہ وہی نشان ہیں جن کا وعدہ دیا گیا تھا ؛

ہندوستان کے موجودہ حالات اور واقعات نے اس پیشگوئی کی حقیقت روز روشن کی طرح ظاہر کردی ہے۔ ان حالات پر نظر ڈالکر ہر ایک سعید روح پکار اُٹھے گی۔ کہ یہ اسی پیشگوئی کا ظہور ہو رہا ہے۔ جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے وعدہ دیا تھا۔ اس پیشگوئی میں اہل فارس میں سے ایک عظیم الشان آدمی کے پیدا ہونے کی بشارت دی گئی ہے کیونکہ نکرہ تعظیم کے لئے آتا ہے۔ پھر اس کے لشکر کے ایک سپہ سالار کی نسبت بھی یہ خبر دی ہے کہ وہ بھی عظیم الشان انسان ہوگا۔ پھر اس حدیث میں اسکے زمانے کے حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے یعنی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں اور بت پرستوں نے بے وطن کیا اور ضعف پہنچایا۔ یہی حال اس وقت مسلمانوں کے ساتھ ہوگا۔ کہ مشرک اور بت پرست مسلمانوں کو وطن سے بے وطن کرنے اور حد درجہ ضعف پہنچانے کی انتہائی کوشش کرینگے لیکن اس فارسی الاصل کی فوج کا لائق سپہ سالار مسلمانوں کے وطن میں قدم مضبوط کرے گا۔ اور مشرکوں و بت پرستوں کے ہاتھ سے مسلمانوں کو جو ضعف پہنچے گا وہ اس کا تدارک کرے گا۔ مسلمانوں کو قوت بخشے گا ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ ہدایت بھی فرمادی کہ ہر ایک وہ شخص جو اپنے آپ کو مومن اور مسلمان کہتا ہے اس کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ اس سپہ سالار کی تجویزوں کو قبول کرے بلکہ عملی حصہ لے اور پوری پوری مدد کرے ؛

اب ناظرین با انصاف غور فرمائیں کہ اس وقت کے مشرکین نے مسلمانوں کو ضعف پہنچانے کا کونسا دقیقہ اُٹھا رکھا ہے اخباری دنیا اس حقیقت سے نا آشنا نہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی میں کس قدر روک ہیں۔ تجارت میں کس قدر انہوں نے مسلمانوں کو ضعف پہنچایا ہے۔ ملازمتوں میں کس قدر مسلمانوں کی حق تلفی کرتے ہیں۔ غرض جو بھی کسی قوم کی ترقی کے ذریعے ہوسکتے ہیں۔ اس مشرک قوم نے اپنی طرف سے مسلمانوں پر اسکے سب دروازے بند کر دیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن وہ اپنے اخباروں میں علی الاعلان لکھ دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ جدھر سے وہ آئے ہیں ادھر ہی چلے جائیں۔ ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔ اور پھر نہرو رپورٹ کی منظوری کے متعلق جس میں صریح طور پر مسلمانوں کو بے دست و پا کر کے ان کے حقوق کا خون کیا گیا ہے انکی سر توڑ کوششیں اس بات کو ثابت کر رہی ہیں کہ ہندو ہندوستان میں سپین کی سی حالت پیدا کرنا چاہتے ہیں بلکہ ان کا ارادہ اس سے بھی بڑھ کر ہے وہ عرب میں بھی مسلمانوں کا پیچھا چھوڑنا نہیں چاہتے۔ بلکہ انہوں نے اپنی جگہ یہ بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ مکہ میں بھی اوم کا جھنڈا اگاڑا جائے۔ اب جبکہ حالات مسلمانوں کی اس نازک حالت اور مشرکوں کے برسر اقتدار ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔ تو ایسے وقت میں ضروری تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا دوسرا حصہ بھی پورا ہوتا۔ اور کسی عظیم الشان فارسی الاصل وجود کی فوج کا عظیم الشان سپہ سالار مسلمانوں کی دستگیری کیلئے کھڑا ہوتا۔ تاکہ مسلمانوں کے قدموں کو وطن میں مضبوط کرے اور مسلمان اسکی ہدایتوں اور تجویزوں پر عمل کر کے قوت پکڑیں۔ سو عرصہ ہوا وہ عظیم الشان انسان فارسی الاصل قادیان دارالامان میں ظاہر ہوا۔ اور اسنے ایک جان نثار فدائیوں کا لشکر جمع کیا جو احمدی جماعت کہلاتی ہے اس کے بعد اس کے لشکر کا سپہ سالار حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ ہوئے لیکن ان کا زمانہ بھی امن سے گذر گیا۔ ان کے بعد حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب اس لشکر کے سپہ سالار ہوئے۔ خدا تعالےٰ نے ان کو یہ موقعہ بخشا کہ ایسی نازک حالت میں وہ مسلمانوں کی دستگیری کریں۔ کیونکہ یہ تمام انقلابات انہی کے زمانہ میں رونما ہوئے۔ بلکہ علم الٰہی میں مقدر ہی یہی تھا کہ یہ سب کچھ انہی کے زمانہ میں ظہور پذیر ہو۔ کیونکہ انکی نسبت حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی تھی۔ کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب بنے گا۔ پس ہندوؤں نے مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے جو جال پھیلا رکھے ہیں اُن سے مسلمانوں کی رہائی اور رستگاری حضرت امام جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر مقدر ہو چکی ہے اور اہل دانش اور اہل الرائے اس بات کو اچھی طرح جان چکے ہیں کہ یہ پاک وجود دنیا کے بہترین دماغوں میں سے ہے اور اسکی رائے نہایت صائب اور اسکی تجویز نہایت پختہ اور اسکی نظر نہایت دور بین ہے پس مسلمانوں کو اپنی نازک حالت پر رحم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر دھیان دینا چاہیئے اور جو انہوں نے ایک لمبا عرصہ گاندھی وغیرہ کو اپنا لیڈر بنا کر غلطی کی اور نقصان اُٹھایا اسکی تلافی اس طرح کریں کہ اب تمام مسلمان متفقہ طور پر حضرت امام جماعت احمدیہ کی راہنمائی میں کام کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں کتنا عظیم الشان تغیر مسلمانوں کے حق میں پیدا ہوتا ہے کیونکہ قومی مفاد کے لئے تمام قوم کی شرکت ہی مؤثر اور مفید ہوسکتی ہے ورنہ معاملہ بگڑ جاتا یا دور جا پڑتا ہے ؛

اس پیشگوئی کے متعلق شائد کسی صاحب کو یہ سوال پیدا ہو کہ اس میں تو فارسی الاصل کی فوج اور سپہ سالار کا ذکر آتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکمران ہوگا۔ مگر مرزا صاحب بادشاہ نہیں تھے۔ لیکن اگر یہ خیال صحیح ہوتا تو اس کو اس پیشگوئی میں بادشاہ کہا جاتا۔ حراث یعنی معزز زمیندار نہ کہا جاتا۔ پس اسے بادشاہ کی جگہ معزز زمیندار کہنا اسبات کی دلیل ہے کہ اس کی بادشاہی روحانی ہوگی نہ ظاہری۔ اور اسکی فوج اور سپہ سالار بھی براہین اور دلائل کے ہتھیاروں سے آراستہ ہونگے نہ تیر و تفنگ سے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی میں جو لفظ اسیروں کا ہے اس سے یہ ڈر بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اپنی غفلت اور لاپرواہی سے کہیں ہندوؤں کے ایسے اسیر نہ ہو جائیں کہ پھر بالکل بے دست و پا ہو جائیں کیونکہ ابھی تک تو لائق راہنما کی راہنمائی میں ہاتھ پاؤں مارنے اور کوشش کرنے کے لئے میدان کھلا ہے لیکن نہرو رپورٹ کے منظور ہو جانے کے بعد مسلمانوں کی کوششیں ایسی ہونگی جیسے کہ پرندہ پنجرے میں اپنی رہائی کے لئے کرتا ہے ؛

اب یہ مسلمانوں کے اختیار میں ہے کہ چاہے وہ اپنی اسیری کے ابتدائی مراحل میں اس لائق راہنما کی ہدایتوں پر چلکر اس کے کام کو آسان کر دیں اور چاہے غفلت کی چادر اوڑھ کر اپنی اسیری کو انتہائی مقام پر پہنچا کر اس کے کام کو جو محض مسلمانوں کی بہتری اور آزادی کے لئے ہے نہایت مشکل کر دیں۔ مگر عقلمند وہ نہیں جو مصیبت میں پھنسکر پھر نجات کی فکر کرتا ہے بلکہ عقلمند وہ ہے جو پھنسنے سے پہلے علامات اور آثار دیکھ کر اس سے رہائی پانے کی فکر کرتا ہے۔ کیا مسلمان اتنے گر گئے ہیں کہ ایک مشرک کو تو وہ سب متفق ہو کر لیڈر بنا سکتے ہیں۔ بلکہ اسکی پیروی میں اپنی جانوں کو خطرے میں اور مالوں کو تذر آتش کر سکتے ہیں۔ مگر ایک مسلم لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے کو جو دل سے ان کا خیر خواہ بھی ہے اور اسکی خیر خواہی کی واقعات بھی گواہی دے رہے ہیں لیڈر اپنی مشکلات میں اپنا متفقہ راہنما نہیں بنا سکتے ؛

حافظ جا[illegible]

مولوی ثناء اللہ صاحب فرقہ اہلحدیث منٹگمری کے جلسہ میں

جب مجھے معلوم ہوا۔ کہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۹ء علماء جماعت احمدیہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے درمیان بمقام منٹگمری صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر مناظرہ ہوگا۔ تو میں بذریعہ موٹر دس بجے کے قریب منٹگمری پہنچا۔ اور سیدھا فرقہ اہلحدیث کے جلسہ گاہ میں گیا۔ اور مولوی صاحب کی تقریر سننے کے لئے بیٹھ گیا۔ مولوی صاحب نے دوران تقریر میں بیان کیا۔ کہ مرزا صاحب نے خطبہ الہامیہ صہ۲۳ پر لکھا ہے۔ "مجھے کل عالم کے زندہ کرنے اور پیدا کرنے اور فنا کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور عربی عبارت یہ ہے۔ اعطیت بصفتا للاحیاء والافناء۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں اصل عبارت یوں ہے۔ واعطیت صفة الافناء والاحیاء من الرب الفعال۔ اور اس میں اس عبارت کا ترجمہ یوں لکھا ہوا موجود ہے۔ "مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھ کو ملی ہے"۔ قرآن کریم اور اسلام کے رو سے اس عربی عبارت اور ترجمہ پر کوئی دانا اعتراض نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم میں وارد ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام نے فرمایا۔ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ (آل عمران ۵/۳) یعنی میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے۔ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ (المائدہ ۱۵/۷) یعنی جب تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا۔ پھر قرآن کریم میں مومنوں کو یہ حکم دیا گیا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ (الانفال ۲۵/۳) یعنی اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ اور رسول کا حکم مانو۔ جب وہ تم کو پکارے۔ تاکہ وہ تم کو زندہ کرے۔ پس ان آیتوں سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری اور حضرت رسول کریم میں زندہ کرنے کی صفت موجود تھی۔ اور اگر وہی صفت حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہو۔ تو اس میں کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ خطبہ الہامیہ کی عبارت محولہ بالا کے سیاق و سباق سے بھی ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت روحانی طور پر دی گئی تھی۔ نہ کہ جسمانی طور پر۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے جلسہ اہلحدیث منٹگمری میں اصل عربی عبارت خطبہ الہامیہ میں من الرب الفعال۔ کے الفاظ حذف کرکے اور پھر اصل عبارت کو محرف و مبدل کرکے اپنی طرف سے نئی ترکیب میں پیش کرکے اور پھر سراسر غلط ترجمہ کرکے بلکہ ترجمہ میں اپنی طرف سے "کل عالم کے زندہ کرنے اور پیدا کرنے کے" الفاظ ایزاد کرکے اپنی روحانی موت کا ثبوت پیش کردیا۔

اسی اثناء میں صاحب صدر کھڑے ہوگئے۔ اور انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی تقریر میں دخل دیکر فرمایا۔ جماعت احمدیہ منٹگمری کی طرف سے ابھی یہ اشتہار شائع ہوا ہے۔ جس میں ایک صاحب رحمت علی اہل سنت والجماعت رسول ضلع گجرات کی طرف سے "مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کے نام کھلی چٹھی" مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۹ء بحرف بحرف نقل کرکے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ اسی جلسہ میں مجوزہ حلف اٹھائیں۔ اور مباہلہ کرلیں۔ اور نیز یہ بتائیں۔ کہ آیا مولوی صاحب نے مرزا صاحب کے ساتھ مباہلہ کیا تھا۔ یا نہیں؟ اس پر جلسہ میں سے ایک آواز آئی۔ پہلے یہ "کھلی چٹھی" بلند آواز سے سنادی جائے چنانچہ صاحب صدر نے وہ "کھلی چٹھی" پڑھ کر سنائی۔ اور پھر مولوی ثناء اللہ صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ آپ اس کا جواب دیں۔

اس جلسہ میں تخمیناً دو تین ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ اور مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کھڑے ہوکر تقریر کی۔ اور بیان کیا۔ میں نے مرزا صاحب کے ساتھ کوئی مباہلہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ مرزا صاحب نے میرے بارے میں دعا کی تھی۔ جس کی قبولیت کی خبر الہام کے رو سے شائع کردی گئی۔ لیکن افسوس مولوی صاحب نے اس جلسہ میں وہ الہام پیش نہ کیا۔ اور نہ وہ پیش کرسکتے تھے۔ پھر حسب عادت مستمرہ مولوی صاحب نے حلف مجوزہ اور مباہلہ مجوزہ کے پیالے کو ٹالنے میں عجیب چالاکی دکھائی۔ آپ نے کہا۔ میں ان بچوں سے کیسے مباہلہ کردوں۔ پھر آپ نے کہا۔ کہ میرے حلف اٹھانے کا کیا نتیجہ ہوگا؟ کیا اس سے میں ایک سال کے اندر اندر مرجاؤنگا؟ اگر یہ نتیجہ نہیں۔ تو مباہلہ کرنا اور حلف اٹھانا محض عبث ہے۔ پھر آپ نے کہا۔ تو میں حلف بھی اٹھالیتا ہوں۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو ایک سال کے اندر اندر مرجاؤں۔

مولوی صاحب ذرا خدا لگتی کہنا۔ کیا ہر ایک جھوٹا یا کوئی جھوٹا ایک سال کے اندر ضرور مرجایا کرتا ہے؟ پھر ان الفاظ میں آپ سے کس نے حلف کا مطالبہ کیا تھا؟ مجوزہ حلف کا مضمون "کھلی چٹھی" میں نہایت واضح ہے۔ اس کے مطابق حلف اٹھانے سے آپ کی جان کیوں نکلتی تھی۔

مولوی صاحب جب اپنی تقریر ختم کرکے بیٹھ گئے۔ تو خاکسار نے صاحب صدر سے مخاطب ہوکر کہا۔ مولوی صاحب نے آپ کے اصل سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو۔ اس پر صاحب صدر نے مجھے مولوی صاحب کی تقریر پر سوالات کرنے اور اس کے جواب دینے کی اجازت تو دی۔ مگر ساتھ ہی فرمایا میں ان کے پاس سٹیج پر پہنچ کر تقریر کروں۔ جب میں سٹیج پر پہنچا۔ تو صاحب صدر نے جو کہ ایک نوعمر اور نئے وکیل تھے۔ مجھ سے دریافت فرمایا۔ کہ آیا آپ احمدی ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں میں احمدی ہوں۔ پھر کہا۔ کہ احمدی جماعت کے ساتھ مناظرے کی شرائط طے نہیں ہوسکیں۔ میں نے کہا میں پاکپٹن سے سیدھا اس جلسہ گاہ میں پہنچا ہوں۔ مجھے جماعت احمدیہ منٹگمری کے ساتھ مناظرے کی شرائط سے تعلق نہیں۔ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی تقریر کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ اس پر صاحب صدر نے فرمایا۔ کہ پہلے شرائط طے کرلو۔ میں نے کہا۔ کہ مجھے یہ بات منظور ہے۔ عین اس وقت افراد جماعت احمدیہ منٹگمری اور احمدی علماء جلسہ گاہ میں آپہنچے۔ اور میں اپنی جماعت کے افراد کے ساتھ شامل ہوگیا۔ بہت ردوکد کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان سوال و جواب کی صورت میں مناظرہ قرار پایا۔

(عاجز غلام احمد خان ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ پاکپٹن)

افریقہ میں گائے کا گوشت اور ہندو

قادیان دارالامان کے مذبح کے متعلق پڑھکر طبیعت میں بہت قلق و اضطراب ہے۔ ذبیحہ گائے کے متعلق میں کچھ حالات عرض کرتا ہوں جو اس ملک کے متعلق ہیں۔ اور جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو محض بغض و کینہ کی وجہ سے ایسی حرکات کرتے ہیں۔ ورنہ ہر ایک گوشہ دنیا میں گائے ذبح ہوتی ہے۔ اور ہندو چپ چاپ اسے دیکھتے ہیں۔

اس ملک میں گائے اور بکرے کا گوشت ایک ہی جگہ بکتا ہے۔ کوئی پردہ بھی درمیان میں نہیں ہوتا۔ اور میں نے بہت دفعہ دیکھا ہے۔ قصاب ایک ہی چھری دونوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس سے تو ہندو انکار نہیں کرسکتے۔ کہ بہت سے ان میں سے بکرے کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور جو آدمی بکرے کا گوشت خریدے۔ وہ گائے کے گوشت کو اپنی ایک طرف اور بکرے کے گوشت کو جسے وہ خرید رہا ہوتا ہے۔ دوسری طرف پاتا ہے۔ اس سے میری مراد یہ ہے۔ کہ چونکہ یہ ممالک بہت ہی آزاد ہیں۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ انڈیا کی نسبت اس میں نئی نئی ہے۔ اس لئے کامل آزادی ہے۔ گائے کے گوشت وغیرہ کے متعلق کوئی سوال اٹھنا ہی محال ہے۔

اس جگہ سے ہر روز ایک موٹر کار گائے کے گوشت سے لدی ہوئی کمپالہ جاتی ہے۔ اور شارع عام میں سے گذرتی ہے۔ کوئی مانع نہیں ہوتا۔

اس ملک کے باورچی انہی برتنوں میں گائے کا گوشت پکاتے ہیں۔ جو دوسری چیزوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور ان کا مشہور مقولہ ہے۔ "نیاماں انگیتے اپا ناہیکو گونو" یعنی سوائے گائے کے گوشت کے کسی گوشت میں طاقت نہیں ہوتی۔

عام یورپین فرمیں جو گائے کا چمڑہ بکثرت خریدتی ہیں۔ ان میں ہندو نوکر ہیں۔ اور وہ ہر روز اپنے ہاتھ سے چمڑے کو نیچے اوپر کئے بغیر نوکری سرانجام نہیں دے سکتے۔ ہماری ہی کمپنی جس میں میں نوکر ہوں۔ ماہواری قریباً ۰۰۰۰ ۱ پونڈ چمڑہ خریدتی ہے۔ اور سب لوگ، جو ہندو ہیں۔ انہیں چمڑہ کا کام کرنا پڑتا ہے۔

(خاکسار عبد الحی از جنجہ)

۱۹

اہم ملکی واقعات

(۱) وائسرائے ہند کا تازہ اعلان

وائسرائے ہند لارڈ اردن کے انگلستان سے واپس آنے کے بعد اس بات کا نہایت بے تابی سے انتظار کیا جا رہا تھا کہ وہ ہندوستان کے آئندہ کانسٹی ٹیوشن کے متعلق کیا اعلان کرتے ہیں۔ آخر ۳۱ اکتوبر وائسرائے کی طرف سے گورنمنٹ گزٹ میں متوقع اعلان شائع کیا گیا۔ جس کا ملخص یہ ہے:- وائسرائے ہند فرماتے ہیں۔ ہندوستان سے روانگی کے وقت میں نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ میں ہندوستان کی حسیات اور اس کی امنگوں کو دیانتداری سے ملک معظم کی حکومت کے سامنے پیش کروں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور حکومت کے علاوہ تمام ذمہ وار جماعتوں نے بڑی خواہش اور اخلاص سے میری ان باتوں کو سنا اور قدر کی نگاہ سے دیکھا چونکہ سائمن کمیشن سنٹرل کمیٹی کی امداد سے اپنی رپورٹ تیار کر رہا ہے۔ اس لئے جب تک یہ رپورٹ مکمل ہو کر پارلیمنٹ کے سامنے پیش نہ ہو جائے۔ اس وقت تک آئین حکومت کی مجوزہ تبدیلیوں کے متعلق کسی قسم کی پیشگوئی کرنا غیر ممکن بلکہ غیر مناسب ہے۔ اور کمیشن نے وزیر اعظم کو لکھا ہے۔ کہ ہندوستان کی آئینی ترقی مستقبل میں جو راستہ اختیار کرنے والی ہے۔ اس میں برطانوی ہند اور ریاستوں کے باہمی تعلقات کی اہمیت کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اس نے تجویز کی ہے کہ کمیشن کی رپورٹ پیش ہونیکے بعد اور اس کے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس کے سامنے پیش ہونے سے قبل ایک ایسی کانفرنس کا انعقاد ضروری ہے۔ جس میں برطانوی ہند اور دیسی ریاستوں کے نمائندے شامل ہو کر مفاہمت کے لئے آخری تجاویز پاس کریں سر جان سائمن نے اپنے ۲۹ فروری ۱۹۲۸ء کے مکتوب میں جو اعلان کیا تھا۔ کہ پارلیمنٹ کی مشترکہ کمیٹی ہندوستان کی مجالس وضع قوانین اور دیگر مجالس سے مشورہ کرے گی۔ وہ بھی بدستور قائم ہے۔ لیکن اس مشورت سے قبل متذکرہ صدر کانفرنس کا انعقاد ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور ملک معظم کی حکومت نے ان خیالات سے اتفاق کیا ہے پس جب ملک معظم اور حکومت ہند باہمی مشورہ سے مناسب موقع دیکھے گی۔ تو وہ برطانی ہند کی مختلف سیاسی جماعتوں اور مفادات کے نمائندوں سے نیز ریاستوں کے نمائندوں کو جدا جدا یا ایک جا دعوت دیگی۔ اور اس وقت ہندوستان کے مسائل پر بحث ہوگی اور اس طرح ملک معظم کی حکومت اس قابل ہو جائے گی کہ پارلیمنٹ کے سامنے ایسی تجاویز پیش کر سکے جنہیں عام منظوری حاصل ہو۔ آخر میں وائسرائے نے برطانی حکمت عملی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ اس کا نصب العین اگست ۱۹۱۷ء کے اعلان میں بیان کر دیا گیا تھا جو یہ ہے۔ کہ خود مختار اداروں کی تدریجی ترقی کے ذریعہ سے ہندوستان کو قلمرو برطانیہ کے ماتحت ذمہ وار حکومت کی طرف پیش قدمی کرائی جائے۔ تاج برطانیہ کے وزراء کئی دفعہ اس امر کا اعلان کر چکے ہیں کہ حکومت برطانیہ کی خواہش ہے کہ وقت آنے پر ہندوستان نو آبادیات کے ساتھ مساوی رتبہ حاصل کر کے قلمرو کا جزو بنجائے لیکن شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لئے پھر کہا جاتا ہے۔ کہ ملک معظم کی حکومت کی طرف سے مجھے یہ واضح اعلان کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ کہ ان کی رائے میں ۱۹۱۷ء ہی کے اعلان سے یہ امر واضح ہے کہ ہندوستان کی آئینی ترقی کا منتہا قدرتی طور پر وہی ہے جو اس وقت خیال کیا گیا تھا۔ یعنی وہ اس پالیسی پر پوری طرح عمل کرتے ہوئے درجہ نو آبادیات کا حصول ہے۔

(۲) وائسرائے کا اعلان اور ہندوستانی لیڈر

وائسرائے ہند کے اعلان کے متعلق پنجاب کے مسلمان لیڈروں نے جن میں سر محمد شفیع اور سر محمد اقبال بھی شامل ہیں اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا ہے۔ یہ اعلان اس امر کا ثبوت ہے کہ ملک معظم کی حکومت اور وائسرائے ہند ہندوستانی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے سچی خواہش رکھتے ہیں ہندوستان اور دیسی ریاستوں کے نمائندوں کی کانفرنس کی تجویز دور اندیشانہ اور مدبرانہ فعل ہے۔ لیکن اس کانفرنس کے متعلق دو باتوں کا ضروری خیال رکھا جانا چاہیئے۔ اول یہ کہ نمائندگان ہند کے اس کانفرنس میں شامل ہونے سے قبل ہندو مسلم اختلافات طے ہو جانے چاہئیں۔ کیونکہ اس کے بغیر ہندوستانی نمائندگان درجہ نو آبادیات کے لئے اپنی اہلیت ثابت نہیں کر سکینگے۔ اور دوسرے یہ کہ جو نمائندے اس میں شامل ہوں وہ تمام قوموں کے حقیقی نمائندے ہوں۔ اور اگر مختلف مفادات کے حقیقی نمائندوں کا خیال نہ رکھا گیا۔ اور صرف زیادہ شور مچانے والے طبقوں کو مطمئن کرنیکی کوشش کیگئی تو کانفرنس یقیناً ناکام رہے گی۔

ڈاکٹر سپرو کا خیال ہے یہ کانفرنس جو موجودہ مشکلات کا ایک مدبرانہ حل ہوگی۔ اسی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ کہ اہل ہند فرقہ وارانہ مسائل اور داخلی معاملات کو مدبرانہ اور فیاضانہ طریق سے حل کرنے پر تمام قوتیں صرف کر دیں بمبئی کے لیڈروں نے جن میں مسٹر جناح۔ سر چمن لال۔ مسز سروجنی نیڈو بھی شامل ہیں۔ اس اعلان کو تسلی بخش قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ہندوستان کا انتخاب ایسا ہو۔ جس پر ہندوستان کو پورا پورا اعتماد ہو سکا نگریس میں اس کے متعلق اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ایک فریق اس اعلان کو کچھ وقعت نہیں دیتا۔ اور دوسرا اسکی اہمیت کا اعتراف کر رہا ہے گاندھی جی نے کانفرنس میں شمولیت کی بڑی شرط سیاسی لیڈروں کی رہائی پیش کی ہے۔ مسٹر پٹیل صدر اسمبلی وائسرائے کی دعوت کو قبول کرنا ہندوستانی مفاد کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔

شاردا ایکٹ اور جمعیۃ العلماء

۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو فتحپوری ہال دہلی میں مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے زیر صدارت ایک مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ جس میں جمعیۃ العلماء کے ارکین کے علاوہ مختلف انجمنوں کے قریباً دو صد نمائندے شریک تھے مجلس نے شاردا ایکٹ کو "شریعت مقدسہ اسلامیہ کی کھلی ہوئی توہین اور مسلمانوں کی مجلسی زندگی کے مقدس ترین شعبہ میں ایک دلآزار اور ناقابل برداشت مداخلت" قرار دیا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ اگر اپریل سے پہلے یہ قانون منسوخ نہ کیا جائے۔ تو تمام ہندوستان میں ایک روز مقرر کر کے ہڑتال کرائی جائے اور جلسوں کے ذریعہ تمام مسلمانوں کی طرف سے اس قانون سے بیزاری کا اعلان کیا جائے ایک تجویز کا مسودہ شائع کر دیا جائے۔ جو ہر جلسہ میں متفقہ طور پر پاس ہو۔ جمعیۃ کی طرف سے وفود تمام ملک کا دورہ کریں اور مسلمانوں کو سول نافرمانی کے لئے طیار کریں۔ اواخر مارچ میں جمعیۃ کیطرف سے سول نافرمانی کا ایک پروگرام مرتب کیا جائے۔ اور مسلمانوں کو اس وقت تک اسپر پوری قوت سے عمل کرنے کی تلقین کی جائے۔ جب تک کہ یہ قانون مسترد نہ ہو جائے۔ اور آئندہ اس قسم کی مداخلت کا سدباب نہ ہو جائے۔

سردار عبدالحکیم خان اور حکومت افغانستان کا روپیہ

سردار عبدالحکیم خان امان اللہ خان کے عہد حکومت میں پشاور میں افغانستان کے وکیل تجارت تھے اور حکومت افغانستان کا کچھ روپیہ بھی آپ کی تحویل میں تھا۔ امان اللہ خان کے عزل کے بعد بچہ سقہ کے تہدید آمیز مطالبات کے باوجود آپ نے یہ رقم اس کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ اسکی حکومت کو بھی منظور نہ کیا۔ اب جرنیل نادر خان کا زمانہ آیا۔ تو آپنے اسے بھی جائز حکمران تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ موجودہ حکومت نے آپ کو اپنی طرف سے وکیل تجارت مقرر کرنا چاہا۔ مگر آپنے اس پیشکش کو بھی ٹھکرا دیا۔ اس پر مسلمان اخبارات میں یہ مطالبہ ہو رہا ہے کہ سردار عبدالحکیم خان حکومت افغانستان کا روپیہ جرنیل نادر خاں کے حوالہ کر دیں۔ خواہ انہیں بادشاہ تسلیم کریں یا نہ کریں۔ ایسے اخبارات کے بیان کے مطابق سردار صاحب موصوف کے پاس تیس ساٹھ لاکھ کے بین بین رقم تھی۔ اس مطالبہ پر سردار صاحب نے ایک بیان اخبارات میں شائع کرایا ہے جس میں بتایا ہے کہ انقلاب افغانستان کے وقت میرے پاس صرف چھ لاکھ روپیہ تھا جس میں سے کچھ امان اللہ خاں کے مفاد کی خاطر میں نے خرچ کر دیا۔ اور کچھ یورپ جاتے وقت ان کے حوالہ کر دیا۔ باقی جو بچا۔ وہ میں نے جرنیل نادر خان کے مفاد کی خاطر صرف کر دیا۔ اور اب میرے ذمہ کوئی رقم بقایا نہیں۔ بلکہ میرا ذاتی روپیہ بھی اس مد میں خرچ ہو چکا ہے۔ چلو چھٹی ہوئی۔

اَلنِّکَاحُ سُنَّتِیْ

میرے اپنے اور بعض میرے عزیز رشتہ داروں میں چند لڑکے اور لڑکیوں کے لئے رشتوں کی ضرورت ہے۔ خداتعالےٰ کے فضل وکرم سے بچے اور بچیاں سب ضروری تعلیم و تربیت سے آراستہ ہیں۔ رشتے قابل نوجوان نیک اور آسودہ حال مطلوب ہیں۔

یہ بالکل واضح رہے۔ کہ ہمارے ہاں بیاہ شادیوں میں مروجہ خلاف شریعت رسم ورواج کا کوئی دخل نہیں۔ صرف اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کے ماتحت شرعیہ ملت کے اصول مدنظر رکھے جاتے ہیں۔

پس ایسے بھائی جن کے ہاں یا جن کے علم میں ایسے رشتے ہوں۔ وہ براہ راست مجھ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ خط وکتابت فرما سکتے ہیں۔

اس بارے میں سعی فرمانے والے بھائی ضرور میرے شکریہ کے مستحق ہونگے۔

خاکسار

...سین قریشی - قریشی بلڈنگز محلہ حویلی کابلی مل لاہور

قادیان کی منڈی میں تجارت کا عمدہ موقعہ

اطلاع عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ گذشتہ ماہ اپریل سے قادیان میں منڈی کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اس وقت چھ عدد دوکانات مکمل ہو چکی ہیں۔ اور دو زیر تعمیر ہیں۔ اور باقی دکانات بھی جلد تعمیر ہونے والی ہیں۔ گذشتہ ماہ مئی سے غلہ کی آڑھت کا کام بھی منڈی میں شروع ہے اور حال میں دو دکانیں تھوک فروشی کی بھی کھولی گئی ہیں۔ یہ منڈی قادیان ریلوے سٹیشن یارڈ کے ساتھ بالکل ملحق ہے۔ اور تجارت کے لحاظ سے بہت با موقعہ ہے۔ علاقہ کے لحاظ سے قصبہ قادیان مشہور علاقہ ریاڑکی کا قدرتی مرکز ہے۔ جو۔ گندم۔ ماش۔ مونگی۔ گڑ اور تل وغیرہ کی پیداوار کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے۔ چنانچہ جب تک قادیان کی ریل نہیں بنی تھی۔ بٹالہ کی منڈی بیشتر طور پر اسی علاقہ کی پیداوار پر چلتی تھی۔ پس قادیان میں آڑہت اور علاقہ کی اجناس کے کاروبار کا عمدہ موقعہ ہے۔

علاوہ ازیں بوجہ اس کے کہ قادیان ایک بڑا ترقی کرنے والا قصبہ ہے۔ اور کئی کئی میل تک اردگرد کے دیہات قادیان کے بازار سے اپنی ضروریات کی چیزیں خریدتے ہیں۔ یہاں تھوک فروشی کا کام بھی اچھا چل سکتا ہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ کھانڈ۔ گھی۔ چاول۔ نمک۔ نمولے۔ بزازی وغیرہ کے کاروبار کے لئے اچھی گنجائش ہے۔ جو اصحاب تجارت پیشہ ہوں۔ یا تجارت کے پیشہ کو اختیار کرنا چاہتے ہوں۔ وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ باہر سے آکر کام شروع کرنے والوں کو ہر قسم کی اخلاقی امداد دی جائے گی ؛

(صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد (ایم۔ اے) قادیان دارالامان

جناب کیمیائی نور و شیدہ ہوشن رتن دت ٹھاکر دت جی نوما ریرہ موجد امرت دھارا کا تیار کردہ

ایک انوکھا میڈیسن بکس یعنی

قیمت پتوں کی للعہ ہے مگر اس کو علم کر نیکے واسطے للعہ

دنیا

میں ایسا میڈیسن بکس نہ ہو گا جو جیب میں رکھی جا سکتی ہے اسکا ... گھر میں رکھا جا سکتا ہے اس میں صرف ۸ ادویات ہیں جن میں کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں اول امرت دھارا جو کا کھولسا مرد اور عورت ان کے ہیں کہ تقریباً کل امراض کا علاج ہے اندرونی بیرونی استعمال ہو سکتی ہے اس کی مدد کے واسطے دو ادویات اور رکھی ہیں ایک امرت گولی جو دت آدمیں اور ۴۶ امراض کو بیحد مفید ہیں تیری گھنڈ ہار رس جو کہ قابض ہے اور ہر قسم کے دست سنگرھنی اور پیچش وغیرہ کو اکسیر ہے قبض یا دست کی جیسے ضرورت ہو امرت دھارا کی مدد کے واسطے ان میں سے ایک کو رکھ کر

کل کا قلع قمع ہو جاتا ہے!

خط وکتابت اور تار کیلئے پتہ امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون لاہور

امرت دھارا ۔۔ 51 لاہور الشتہر منیجر امرت دھارا روڈ ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

تریاق معدہ و جگر

ہمارا تیار کردہ تریاق بفضلہ مندرجہ ذیل عوارضات کیلئے لاثانی دوا ہے۔ کوئی یونانی و ڈاکٹری مرکب جملہ فوائد میں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اکثر اشخاص ضعف معدہ۔ ضعف جگر۔ دل کی دھڑکن۔ پیرورد۔ بوجہ کمی خون عظم طحال۔ جس اٹھاؤں۔ زردی بدن۔ جلن سینہ۔ کمی خون۔ قبض دائمی۔ ان عوارضات کے باعث اکثر مریض زندہ درگور نظر آتے ہیں۔ موسم سرما میں تھوڑا آرام معلوم ہوتا ہے جہاں گرمی کا موسم آیا۔ مندرجہ بالا عوارضات آدباتے ہیں۔ کوئی دن اور کوئی رات چین سے بسر کرنا نصیب نہیں ہوتی۔ صرف ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہو جاتے ہیں۔ دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی و لاغری دور ہو کر بدن چست و چالاک سرخ مثل انار ہو جاتا ہے۔ تریاق معدہ و جگر۔ سفوف کی شکل میں خوشبودار۔ لذیذ۔ شیریں۔ مفرح۔ ہیک یا بدبو سے پاک۔ بچوں بوڑھوں عورتوں مردوں کیلئے یکساں مفید ہے جسقدر دودھ گھی چاہو ہضم کر سکتے ہو۔ تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہیں۔ وہ بھی اسے استعمال کر کے کافی خون پیدا کر سکتے ہیں۔ قیمت فی چھٹانک تین روپے آٹھ آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔ خوراک ۲ ماشہ۔ ہمراہ دودھ صبح و شام۔ مفصل پتہ یہ ترکیب ہمراہ وی پی ارسال ہوگا ؛

محمد شریف احمدی ... مگروالہ ... ضلع گوجرانوالہ

موسم آرہا ہے

قوت مردانہ قائم رکھنے کے لئے

رائے بہادر مول راج ایم۔ اے
کا

سُدھ مکردھوج

استعمال کریں

یہ قوت مردانہ کے علاوہ جسمانی و دماغی ہر قسم کی اعضاء رئیسہ کی طاقتوں کو بحال کرتا ہے۔ قوت بینائی۔ حافظہ۔ گردہ۔ معدہ۔ اور مثانہ وغیرہ ذیابطیس کا خاص اور عجیب علاج ہے۔ ہمارے سُدھ مکردھوج کے بہترین ہونے کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ مریض استعمال کرنیکے بعد اکٹھا خریدتے ہیں۔

دھوکے سے بچئے۔ اور اپنے آرڈر کے ساتھ رعایتی کوپن کو ضرور بھیجئے۔ بجائے دس روپیہ کے نو روپیہ قیمت چارج کی جائیگی۔ اور محصولڈاک و پیکنگ بھی معاف ہوگا۔ قیمت فی تولہ اسی روپیہ نمونہ کے لئے ۱½ ماشہ یعنی ۸ یا ۴ خوراک ۱۰ روپے۔

نوٹ:۔ پارسل لینے سے پہلے پارسل پر "رائے بہادر مول راج ایم۔ اے" کا چھپا ہوا نام دیکھ لیں۔ تاکہ آپ کا کہیں آرڈر چرا کر کسی دوا فروش نے نقلی دوائی نہ بھیجدی ہو۔

تمام سُدھ مکردھوجوں سے بہتر پایا

پنڈت امرچند جی ساہو کا ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں میں نے تمام سدھ مکردھوجوں سے جو کہ میں نے دوسرے کارخانوں سے خرید کر استعمال کئے۔ تو بہتر پایا۔

لالہ شنکر لال صاحب افسر مال

ریاست۔ . . . سے لکھتے ہیں آپکا سُدھ مکردھوج استعمال کیا۔ مفید پایا

رعایتی کوپن "الفضل"

مکرم مینجر صاحب مہیش اوشدھالیہ لاہور . . . . . . (رعایتی کوپن "الفضل")

"میرے نام ڈیڑھ ماشہ سُدھ مکردھوج بھیجکر مشکور فرمائیں۔

نام معہ عہدہ . . . .

پورا پتہ . . . .

مختصر فہرست ادویات ارشاد آنے پر مفت

مینجر مہیش اوشدھالیہ رائے بہادر مول راج ایم۔ اے
بازار پاپڑمنڈی پوسٹ بکس نمبر ۴ الاہور

غور فرمائیں

آپکے فائدہ کی بات ہے

خونی بواسیر کے وہ احباب جن کے مسے دو ہوں یا تیل مکڑی کی مول کے آویزاں ہوں۔ یا وہ احباب جنکی بروقت اجابت آنت باہر نکل آتی ہو۔ مریض کو اپنے ہاتھ سے اندر کرنی پڑتی ہو۔ یہ درد نکل بواسیر سخت تکلیف دہ ہیں۔ ایسے مریض یہاں تشریف لائیں۔ ہفتہ عشرہ میں اور بلا تکلیف اور بلا نکلنے خون مسے نکال دیئے جائینگے۔ بعد صحت ان سے مبلغ عنہ روپیہ لئے جائینگے۔ یہاں رہائش کے ایام میں خرچ ان کا اپنا ہوگا۔

خوشخبری

خنازیر کے مریض جن کی گردنوں اور بغلوں میں گلٹیاں ہوں۔ یا زخم ہوں۔ پیپ بہتی ہو۔ یہاں تشریف لائیں۔ صرف خوردنی دوائی سے تین ہفتہ میں زخم خشک۔ گلٹیاں غائب ہو جائیں گی۔ باقی عمر ہمیشہ کے لئے تا زندگی مرض مذکور سے نجات ہوگی۔ بعد صحت مبلغ پندرہ روپیہ لئے جائیں گے۔ خواہ قیمت دوائی خیال فرماویں۔ یا ۲-۲-۲ روز بلاحظ ڈاکٹری کی فیس خیال فرمائیں۔ وہ بھی بعد صحت ۔

موجد ادویہ

ڈاکٹر نور بخش احمدی

گورنمنٹ پنشنر انڈیا

اینڈ افریقہ قادیان

ضرورت ہے

(۱) ایک بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کی جو ہائی کلاسز کو انگریزی یا ریاضی پڑھا سکے۔

(۲) ایک مولوی فاضل ٹرینڈ کی برائے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ تنخواہ معقول دی جائے گی۔ درخواستیں معہ نقول اسناد بہت جلد دفتر ناظر تعلیم و تربیت میں آنی چاہئیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

پہلا قطعہ زمین ۲ ۱/۲ ۱۱ کنال فروخت ہو گیا

اب قادیان ریلوے یارڈ سے ملحقہ سٹیشن کی عمارت سے قریباً ۲۰۰ گز کے فاصلہ پر ایک اور ٹکڑا زمین کا ۲۰-۲۱ کنال کا ہوگا۔ وہ فروخت ہوتا ہے۔ قیمت فی کنال ۱۸۰ روپیہ۔ اور تمام زمین یکمشت لو۔ تو ۱۷۰ روپے فی کنال

چ معرفت مینجر الفضل قادیان

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ لاہور

ہمارے عمدہ عمدہ بندوقیں۔ رائفلیں۔ ریوالور پستول و کارتوس نہایت سستی قیمتوں پر طلب فرمایئے۔ اسلحہ پر معقول کمیشن۔ لسٹ مفت طلب فرمایئے

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ مال روڈ لاہور

لاہور میں عینکوں کی بہت بڑی دکان

ہمارے ہاں ہر ایک قسم کی عینکیں بنائی جاتی ہیں۔ عینک لگانے سے بینائی قائم رہتی ہے۔ یہاں پر تشریف لانے سے آپکو بہت بڑا فائدہ پہونچیگا۔ بغیر فیس کے آنکھ کا معائنہ کرکے عمدہ مضبوط بالکل فٹ اور بارعایت اور مقابلتاً ارزاں قیمت پر عینک دیوینگے۔ دیگر دھوپ اور آندھی کے بچاؤ کیلئے ٹھنڈے اور اصلی چشمے یہاں سے منگوائیں۔ جو صاحبان ہمارے ہاں سے ایکدفعہ چشمہ خرید چکے ہیں۔ وہ ہماری محنت کی قدر اچھی طرح جانتے ہیں۔ نوٹ:۔ مصنوعی آنکھوں کے آنے ولایتی ہر سائز اور ڈیزائن مطابق آنکھوں کے فٹ کرتے ہیں۔

شیخ امیر الدین اینڈ سنز اوپٹیشن لوہاری منڈی لاہور

بواسیر کی مرض جڑ سے کٹ گئی

آپ خداوند کریم پر بھروسہ رکھتے ہوئے صرف ہماری دوائی برائے دافع بواسیر استعمال کریں۔ نہایت زود اثر۔ مفید اور شفا بخش دوائی ہے۔ بواسیر خونی ہو۔ یا بادی۔ نئی ہو۔ یا پرانی ایک ہفتہ کے اندر کا فور اور عمر کا شگفہ و مرض جڑ سے اکھڑ جاتی ہے۔ پرہیز بھی معمولی ہے۔ قیمت صرف ایک ہفتہ کی خوراک کے واسطے ۱۲/۱ ۔ (ایک روپیہ بارہ آنے)

دوزیر معرفت شیخ محمد الدین صاحب محلہ شیخان

بازار جوڑے موری۔ اندرون شاہ عالمی دروازہ لاہور

ہندوستان کی خبریں!

پشاور ۲ر نومبر۔ کابل سے ایک لاسلکی پیغام موصول ہوا ہے کہ آج صبح چھاؤنی شیرپور متصل کابل میں نادر خان شاہ کابل کے حکم سے بچہ سقہ مع اپنے گیارہ ہمراہیوں کے جن میں اس کا بھائی حمید اللہ خان بھی شامل ہے گولی سے اُڑا دیا گیا۔

پشاور یکم نومبر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ کہ امان اللہ خان کے بھائی شہزادہ کبیر جان مع اہل و عیال شہزادہ امین جان کی زوجہ اور سردار علی احمد جان کی بیوہ مع اپنے بچوں کے کسی غیر ملک کو جانے کے لئے کابل سے پشاور کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ افغانستان سے جلاوطن کر دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ کہا جاتا ہے۔ کہ نادر خاں کو اندیشہ ہے کہ کہیں ان لوگوں کی موجودگی سے ملک میں انکی پر امن سلطنت کے خلاف مخالفت کا بازار گرم نہ ہو جائے۔

کپتان سردار سکندر حیات خان صاحب ریونیو ممبری سے واپسی کے بعد پھر اپنے حلقے (مسلم زمینداران پنجاب) کی طرف سے امیدوار کھڑے ہوئے اور بلامقابلہ منتخب ہو گئے۔ اور کسی شخص نے ان کے خلاف درخواست تک نہیں دی۔ گذشتہ انتخاب کے موقعہ پر بھی سردار صاحب بلامقابلہ منتخب ہوئے تھے۔

لاہور ۳ر نومبر۔ مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ بیرون باغ دہلی دروازہ میں منعقد ہوا۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل ایک جلوس شہر سے ہوتا ہوا جلسہ گاہ میں پہنچا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد تمام رضاکار کھڑے ہو گئے جنہوں نے حلف اٹھائے ہوئے ہیں۔ کہ ہم علم الدین کی لاش لائینگے۔ کھڑے ہونے والوں میں مولوی ظفر علی خان صاحب بھی تھے۔

لاہور ۳ر نومبر۔ آج صبح ۸½ بجے کانگریس کے رضاکاروں کا جلوس موری دروازہ سے شروع ہوا۔ اور کانگریس پنڈال یعنی لاجپت رائے نگر میں جاکر ختم ہوا۔ وہاں کانگریس کے چند معزز اصحاب موجود تھے۔ آٹھ بجے قومی جھنڈا نصب کیا گیا۔

الہ آباد ۲ر نومبر۔ دیوالی کی تعطیلات میں یہاں مسلمانوں کی متعدد کانفرنسیں کامیابی سے انجام پذیر ہوئیں۔ مسلم تعلیمی کانفرنس میں مسلمانوں کی تعلیم کے لئے تحقیقات کے متعلق قرار دادیں منظور ہوئیں۔ سوشل کانفرنس۔ مسلم اساتذہ کی کانفرنس۔ اور مسلم خواتین کی کانفرنس بھی ہوئی۔ جس میں لڑکیوں کو تعلیم دینے پر زور دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ لوگ ایسے اشخاص کو اپنی لڑکیاں نہ دیا کریں جنکی بیویاں پہلے سے موجود ہوں۔

نئی دہلی ۳ر نومبر۔ اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ بچہ سقہ اس کے بھائی حمید اللہ۔ سید حسین۔ شیر جان وزیر دربار اس کے بھائی یاور سید احمد۔ غلام قادر اور محفوظ جان کو سمت جنوبی کے قبائل اور ہزارہ قبائل کے نمائندوں نے ارک میں گولی سے اڑا دیا۔ یہ لوگ بچہ سقہ کو قتل کرنے پر مصر تھے۔ حالانکہ نادر خان نے اسے معافی دیدی تھی۔

نئی دہلی یکم نومبر۔ انٹر یونیورسٹیز کانفرنس نے یونیورسٹیوں سے پاس کیا ہے کہ انڈر گریجوایٹ طلباء کے لئے فزیکل ٹریننگ لازمی قرار دی جائے۔ اور گورنمنٹ اس معاملہ کی طرف توجہ دے۔

امرتسر ۳۰ر اکتوبر۔ گیانی شیر سنگھ نے جو کہ ایک سرکردہ سکھ لیڈر ہیں۔ شرومنی گوردوارہ کمیٹی کی ممبری سے استعفیٰ دیدیا ہے۔

لاہور یکم نومبر۔ منٹگمری میں یہ افواہ گرم ہے۔ کہ مقدمہ سازش لاہور عنقریب ہی منٹگمری میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ اس کی وجوہات یہ بتلائی جاتی ہیں۔ کہ ایک تو وہاں سپیشل مجسٹریٹ کا گھر ہے دوسرے وہاں ملزموں کو اتنی قانونی امداد حاصل کرنا مشکل ہو جائیگا۔ وہاں لاہور کیطرح مجسٹریٹ صاحب پریس کی نکتہ چینی سے بھی بچ جائیں گے۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی روکاوٹ کو دور کر کے مقدمہ کی تحقیقات جلد ختم کی جائے گی۔

الہ آباد یکم نومبر۔ مسٹر ولسن جو فروری ۱۹۲۸ء سے پاؤنیر کے ایڈیٹر رہے ہیں۔ انکو پاؤنیر کے ڈائرکٹروں نے برخاستگی کا نوٹس دے دیا ہے۔

جیسور یکم نومبر۔ بند بیلا میں یونین بورڈ کے بائیکاٹ کی جو تحریک شروع ہوئی ہے۔ اس نے اب نازک پہلو اختیار کر لیا ہے۔ لوگوں نے ٹیکس ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ پولیس قرقیوں کے وارنٹوں کی بنا پر لوگوں کی جائداد منقولہ کو قرق کر رہی ہے۔

امرتسر ۲ر نومبر۔ ایک نیا شرومنی گوردوارہ اکالی دل بنگیا ہے۔ جس کے لئے بھائی موہن سنگھ میونسپل کمشنر ترنتارن اور سردار رحیم سنگھ علیانہ پریذیڈنٹ اور وائس پریذیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ گیانی ناہر سنگھ جنرل سیکرٹری بنایا گیا ہے۔

بمبئی یکم نومبر۔ سر محمد حبیب اللہ جو جینوا کے ہندوستانی وفد کے قائد تھے۔ آج کراچی جہاز پر وارد بمبئی ہوئے۔

لاہور ۳ر نومبر۔ حکومت پنجاب نے سرکاری گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا ہے کہ سر فضل حسین رکن مجلس منتظمہ پنجاب وائسرائے کی مجلس منتظمہ کی رکنیت کے عہدے پر عارضی طور پر کام کرنے کے بعد واپس پنجاب آ گئے ہیں۔ اور آپ نے آج اپنے عہدے کا جائزہ لے لیا ہے۔

پشاور ۳۱ر اکتوبر۔ کابل کی خبر ہے کہ کنگ نادر خان نے سارے افغانستان سے ایک لاکھ فوجی سپاہی بھرتی کرنے کا اعلان کیا ہے ۱۵ ہزار جنوبی صوبجات میں ۱۵ ہزار قندھار میں ۱۵ ہزار مغربی سرحد میں۔ دس ہزار جلال آباد میں۔ ۴ ہزار کابل میں اور ۵ ہزار غزنی میں رکھے جائیں گے۔

میانوالی ۴ر نومبر۔ یہاں کے ڈپٹی کمشنر ملک نعمان محمد خان افغانی کو کسی دوسری جگہ تبدیل کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ لالہ رادھا کشن کو مقرر کیا گیا ہے۔ اور جدید ڈپٹی کمشنر ۶ تاریخ کو جاکر چارج لے لیگا۔

میانوالی ۴ر نومبر۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ علم دین کی نعش کو دفن کرتے وقت کن اشخاص نے پولیس پر پتھر پھینکے تھے۔ شناخت کی پریڈ کرائی گئی۔ اور ۱۳-۱۴ اشخاص گرفتار کئے گئے۔

ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۳۰ر اکتوبر۔ کل رات کو مرکزی کمیٹی کی رپورٹ وائسرائے کے پاس پہنچ گئی ہے جن کی درخواست پر ان کی نقول کابینہ اور سائمن کمیشن کے ارکان کو بھی بہم پہنچائی گئی ہیں۔

لنڈن یکم نومبر۔ اس امر کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں۔ کہ ہندوستانی حکمت عملی کے متعلق عمال کی حکومت کے اعلان پر پارلیمنٹ میں طوفان بپا ہونے والا ہے۔ حزب العمال کے حلقوں کو یہ اندیشہ نہیں کہ لبرلوں کے غیظ و غضب سے عمال کی حکومت کو کوئی نقصان پہنچیگا سب سے زیادہ اضطراب انگیز بات یہ ہے۔ کہ کنزرویٹو پارٹی میں زبردست اختلاف رونما ہو گیا ہے۔ اور مسٹر بالڈون کی قیادت کو خطرہ لاحق ہو رہا ہے۔ ٹوری (قدامت پسند) اخبارات نے مسٹر بالڈون کے ہاتھ سے قیادت چھین لینے کے لئے معرکہ شروع کر دیا ہے۔ وہ مسٹر بالڈون پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے پارٹی سے مشورہ لئے بغیر پارٹی کو مزدوروں کی اس حکمت عملی کا پابند بنا دیا۔ کہ ہندوستانیوں کو ہوم رول ملنا چاہیئے۔ یہ اخبار نہ صرف مسٹر بالڈون بلکہ لارڈ ارون کو بھی مطعون کرتے ہیں مسٹر بالڈون کا جرم دہ چند سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے لارڈ ارون کو ہندوستان کا وائسرائے مقرر کرایا تھا۔ اور اب جدید پالیسی کی تائید کر کے اس جرم کو المضاعف کر دیا ہے ڈیلی میل نے تجویز پیش کی ہے کہ کنزرویٹو پارٹی کو چاہیئے کہ اس مسئلہ پر حکومت کے خلاف نفرین کی قرار داد پیش کرے۔ مسٹر میکڈانلڈ کا بیان ہے کہ ہندوستان کے لئے درجہ مستعمرات کا اعلان کرنے کے لئے سب سے پہلے تجویز حکومت ہند نے پیش کی تھی۔ حکومت نے محض اس کی نمائندگی پر ایسا کیا۔

لنڈن ۲ر نومبر۔ میرٹھ بریزنرز ڈیفنس کمیٹی ابھی تک اس قابل نہیں ہو سکی۔ کہ اپنا کوئی وکیل ہندوستان میں بھیج سکے کمیٹی کے سیکرٹری نے انڈیا آفس اور گورنمنٹ ہند سے دریافت کیا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ مقدمہ کی سماعت کتنی دیر تک ہوتی رہیگی۔

یروشلم ۳۰ر اکتوبر۔ آج گیارہ عربوں کو پندرہ پندرہ سال ایک کو دس سال۔ اور ایک کو سات سال قید بامشقت کی سزا دیگئی ہے۔

منیلا واقع جزائر فلپائن کی ایک اطلاع ہے کہ جزیرہ لیوزن کے صوبہ زمبالس کے دارالخلافہ عبا میں ایک تو آبادی کی تمام کی تمام آبادی کو پولیس نے قتل کر دیا ہے قتل کر دینے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ پولیس دس مفرور حبشیوں کو گرفتار کرنا چاہتی تھی لیکن ان کے ہم قوم لوگوں نے انہیں پولیس کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

لنڈن ۳ نومبر۔ عربوں نے یروشلم اور فلسطین کے دوسرے مقامات پر اعلان بالفور کے خلاف احتجاج کے طور پر عام ہڑتال کر رکھی ہے۔

ٹوکیو ۲ نومبر۔ ہاربن سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں انسے پایا جاتا ہے کہ وجنیبن کے مقام پر روسیوں اور چینیوں کے درمیان ایک معرکہ ہوا جس میں [illegible]